ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

ملک عطاء اللہ کے نابالغ بچّے کو اغوا کرنے کی ناکام کوشش

شہدائ کے بارے میں قومی پریس کی طویل خاموشی حیرت انگیز ہے

اِس کے علاوہ

مولانا مفتی محمود کی چیچہ وطنی اور ساہیوال تشریف آوری، حالات و واقعات، جو آزادی کے لئے دفن منظر
عجیب غریب، شہر شہر سے، طلبا کی سرگرمیاں، قارئین کے خطوط، اور بہت کچھ۔





حضرت احسان دانش مدظلہ

مل گیا آدم و حوّا کو وسیلہ تیرا!

تجھ سے پاتا ہے سکوں جو ہے شناسا تیرا!
بول بالا ہو سدا گنبدِ خضرا تیرا!

دشمنوں کو بھی ہے تسلیم کہیں یا نہ کہیں
سب طریقوں میں مناسب ہے طریقہ تیرا

مہر و مہتاب کی جانب نہیں دیکھا اس نے
جس کی نظروں میں رہا نقشِ کفِ پا تیرا

ہر دو عالم سے الگ ہے تیرا اندازِ نظر
ہر تکلّف سے بَری ہے رُخِ زیبا تیرا

سب رسولوں کے صحائف نظر آئے خاموش
آئینہ ہے ترے رُتبے کا صحیفہ تیرا

حشر میں تجھ کو سراہیں گے رسولانِ سلف
دیکھ کر ہر سرِ بے سایہ پہ سایا تیرا

تیرے پرچم کی ہوا بادِ سحر ہو جم جم
لوگ ڈھونڈیں گے قیادت میں سہارا تیرا

متعارف ابھی کرتا ہوں جنوں سے تجھ کو
جانتا ہوں میں مداوا، غمِ دنیا تیرا

ایک بار اور مجھے اپنی زیارت سے نواز
دھندلا دھندلا ہے مرے ذہن میں نقشہ تیرا

یہ الگ بات ہے دیکھے نہ تعصّب سے کوئی
ورنہ ہر دَور پہ حاوی ہے زمانہ تیرا

شدّتِ غم سے ہوئے ہوں گے کلیجے پانی
جن رفیقوں نے اٹھایا ہے جنازہ تیرا

صرف یثرب ہی نہیں ہے ترے جلووں کا مدار
ہے مرے دل کے مدینہ میں اُجالا تیرا

میری ناداریٔ امروز پہ ہنسنے والے!
یہ بھی سوچا ہے؟ کہ بے نور ہے فردا تیرا

سربسر کاہکشاں ہے ترے رستے کا غُبار
سب ستاروں کی نظر میں ہے اجالا تیرا

تو نے تو سنگ و شجر کو بھی طلاقت دی ہے
بے زبانوں کی زباں پر بھی ہے چرچا تیرا

راہ سے وہ کبھی انسان بھٹکتا ہی نہیں
جس کی تقدیر میں روشن ہے ستارا تیرا

اپنی لغزش کی سزا پہ تھے کبیدہ خاطر
مل گیا آدم و حوّا کو وسیلہ تیرا

طور کیا ہے؟ مہ و خورشید تھے محتاجِ ضیا
ایک دھندلا سا دیا تھا یدِ بیضا تیرا

میرا اندوہ، مرا غم، مری تکلیف نہ دیکھ
میری مرضی تو وہی ہے جو ہے منشا تیرا

بعض اوقات وہ خود پُوچھتے ہیں اے دانش
آج کل ہوتا ہے کس طرح گذارہ تیرا

اداریہ



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۳

جمعۃ المبارک ۳۱ مارچ ۷۸ء ۲۱ ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

انصاف کے تقاضے اور رحم کی اپیلیں

جس روز سے لاہور ہائی کورٹ نے نواب محمد احمد خان کے مقدمۂ قتل کے بڑے مجرم ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے چار مبین ویسار مجرموں کو سزائے موت اور مختلف المیعاد قید کی سزا سنائی ہے اسی روز سے یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔

پاکستان میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے کم اور بھٹو ایسا مزاج رکھنے والے تخریب کاروں اور جرائم پیشہ مفاد پرستوں کے ایک ناقابلِ ذکر گروہ نے زیادہ سول عدالت کی طرف سے دی گئی اس مبنی بر انصاف سزا کے خلاف بعض شہروں میں ہنگامے، مظاہرے، جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کی کوشش کی مگر کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ لاہور میں پولیس کی غفلت یا تعاون سے تین چار بسیں اور دو تین کاریں جل گئیں، اس کے علاوہ قاتل بھٹو کے یہ نام نہاد خیر خواہ کچھ نہ کر سکے بعض کالجوں کے چند لونڈوں اور چند چھوکریوں نے کالجز کے سربراہوں کے تعاون سے نعرہ بازی کا دھندہ شروع کرنے کی ٹھانی لیکن جوابی نعروں نے انہیں بھی دم بخود ہونے پر مجبور کر دیا۔

خصوصًا پتوقتل کے مجرموں کو اپنے کئے دھرے کی سزا پانے کے بعد تو ان بہیمہ ور تحریک پسندوں کا سارا جوش و خروش ہی ٹھنڈا پڑ گیا اور ایسا ہونا منطقی امر تھا کیونکہ پوّ کے قاتلوں کو سرِعام تختۂ دار پر لٹکائے جانے سے جہاں انصاف کے تقاضوں کی تکمیل ہوئی وہاں ایک بار پھر لاہور کے چھ لاکھ شہریوں نے اس منظر کو دیکھتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر اسلام زندہ باد اور اسلامی نظام زندہ باد کے نعرے لگا کر اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ پاکستان کے دکھوں کا مداوا اگر ہو سکتا ہے تو وہ اسلام کے عادلانہ نظام سے ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر بھی بھٹو کے چھ سالہ دور استبداد میں لوٹ کھسوٹ کرنے والے ملک دشمن افراد یہ توقع کئے بیٹھے تھے کہ آج بھٹو کے حق میں کوئی بہت بڑا مظاہرہ یا کم از کم ہنگامہ و تصادم ہوگا۔ ایسا نہ ہو سکا اور چھ لاکھ افراد اس عبرت ناک منظر کو دیکھتے ہوئے اور ملک میں جلد اسلامی قانون کے نفاذ کی دعائیں کرتے ہوئے اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف روانہ ہو گئے اور لوٹ کھسوٹ کے پرانے مجرموں کی خواہش کے مطابق تخریب کاری کی ادنیٰ چنگاری بھی دیکھنے میں نہ آئی جو شعلہ جوالہ بن کر خرمن امن کے لئے چیلنج بن سکتی۔ لے دے کے اب بھٹو ایسی مجرمانہ ذہنیت کے حامل اس گروہ نافرجام کو اگر کوئی چیز ڈھارس بندھاتی ہے تو وہ رحم کی وہ اپیلیں ہیں جو بعض مسلم ممالک کے سربراہ ملکی حالات سے عدم واقفیت اور بھٹو کے چھ سالہ دورِ اقتدار میں کئے جانے والے جرائم سے عدم علمی کی وجہ سے کر رہے ہیں۔

اگر بھٹو کی سزا میں تخفیف اور رحم کی اپیلیں کرنے والے مسلم ممالک کے ان سربراہوں کو یقین کے درجہ میں یہ علم ہو جاتا کہ بھٹو نے اپنے دور مظالم و استبداد میں کس کس پر کیا کیا ظلم توڑے ہیں اور کیسے کیسے قہر نازل کر کے کن کن گھروں کے روشن چراغ گل کئے ہیں، کن کن کے سہاگ اجاڑے ہیں اور کتنے قومی بچوں کو داغِ یتیمی سے نوازا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ انسانیت کے نام پر بھٹو کی سزا میں تخفیف اور رحم کی اپیلیں نہ کرتے۔

یہ بات بیرونی دنیا سے جتنی پوشیدہ اور اوجھل ہے اہلِ ملک پر اتنی ہی روشن ہے کہ بھٹو نے اپنے دور میں انسانیت کی جس قدر تذلیل کی ہے شاید ہی کسی نے کی ہو۔

بھٹو کے ہاتھوں کشتۂ ظلم و ستم بننے سے نہ تو کوئی بیگانہ بچا ہے اور نہ ہی اپنا۔ جس نے بھٹو کے اشارۂ ابرو کی تعمیل میں سرتابی کی وہ گردن زدنی و کشتنی ٹھہرا۔ اس میں اپنے پرائے کی تمیز بھٹو کے جذبۂ انتقام کی توہین کے مترادف تھا۔ کاش رحم کی اپیلیں کرنے والے ممالک کے سربراہوں کو اس حقیقت کا علم ہوتا کہ پاکستان کی جمہور غیور قوم چھ سال تک کس طرح موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہی ہے اور کتنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قاتل و جابر بھٹو کو اس کے حقیقی مقام تک پہنچایا ہے۔

بہتر تھا کہ رحم کی اپیلیں کرنے والے ہمارے دوست ممالک اس مقدمہ قتل سے ہی سرسری واقفیت کر لیں کہ اس مقدمہ کا مدعی ایک عام شہری ہے حکومت نہیں ہے۔ یہ مقدمہ کسی فوجی عدالت میں نہیں چلایا گیا بلکہ ملک میں مارشل لاء کے باوجود ملکی آئین کے مطابق سول عدالت میں چلا ہے۔ مجرموں کو صفائی کا بہتر سے بہتر موقع اور عمدہ سے عمدہ سہولت فراہم کی گئی ہے اور پھر کسی ایک فاضل جج نے اس مقدمہ کی سماعت نہیں کی بلکہ پانچ فاضل ججوں کے فل بنچ نے اس کی سماعت کر کے مبنی بر حق و انصاف فیصلہ صادر کیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے ایک بار پھر پاکستان کا سر فخر سے اونچا ہو گیا ہے اور یہ حقیقت مزید روشن ہو گئی ہے کہ ہمارے ملک کی عدلیہ آزاد ہے۔ اس فیصلہ کا اعلان ہوتے ہی پاکستان سے محبت و الفت رکھنے والے کروڑوں پاکستانی جھوم جھوم گئے۔

اس سلسلے میں ہم موجودہ عبوری حکومت سے بھی گذارش کریں گے کہ وہ اس فیصلے کی کاپیاں بیرونی ممالک کے سربراہوں کو بھیجنے کا اہتمام کرے اور بھٹو کے دیگر جرائم سے بھی دنیا کو آگاہ کرے خصوصاً ان ممالک کو جو بھٹو کے جرائم سے بے خبری کے باعث پاکستان کے کروڑوں عوام کی خواہش کے برعکس رحم کی اپیلیں کر رہے ہیں اور بھٹو حکومت کے بہت بڑے مہرے یحییٰ بختیار کی اس کوشش کو بھی ناکام بنائے جو اس نے عدالت کے اس فیصلے کے خلاف بیرونی دنیا میں واویلا کرنے کے سلسلے میں جاری رکھی ہوئی ہے اور یحییٰ بختیار کے خلاف توہین عدالت کے مقدمہ چلا کر اسے قرار واقعی سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے۔

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ۲۷ فروری کو ملتان سے لاہور جاتے وقت مختصر دورے پر اچانک چیچہ وطنی اور ساہیوال تشریف لائے

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ساڑھے گیارہ بجے دوپہر چیچہ وطنی پہنچے۔ چیچہ وطنی سے چھ میل باہر قائد جمہوریت کا شاندار استقبال چوہدری محمد حسین باجوہ اور چوہدری میناز ہر ایڈووکیٹ کی قیادت میں کیا گیا۔ قائد جمعیت کے استقبال کے لئے صوفی نصیر احمد چیمہ ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام و صدر پاکستان قومی اتحاد چیچہ وطنی۔ صفدر چوہدری نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ہمراہ میاں چنوں گئے۔ قائد جمعیت کو جلوس کی شکل میں شہر کا چکر کاٹ کر مدرسہ تجوید القرآن میں لایا گیا۔ وہاں پر لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا جو اپنے قائد پر والہانہ عقیدت کی بنا پر ٹوٹ پڑے اور فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ مفتی صاحب کو سٹیج پر بڑی مشکل سے پہنچایا گیا۔

مدرسہ کی چھتیں عورتوں سے بھری پڑی تھیں جو مفتی صاحب کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھیں۔ اجلاس کی باقاعدہ کارروائی حافظ محبوب احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔

چوہدری میناز ہر صاحب نے مختصراً سپاسنامہ و علاقائی مسائل مفتی صاحب کو پیش کئے۔

آخر میں قائد جمہوریت حضرت مفتی محمود صاحب نے اپنی تقریر میں مسائل پر پوری توجہ دینے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ پاکستان قومی اتحاد میں اب کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ اب اس ملک کا مقدر بن چکا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم نے آج تک کسی آمر کی تائید کی ہے اور نہ ہی کریں گے۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہم اچھی بات کو اچھی اور بری کو بری کہتے آئے ہیں اور کہتے رہیں گے۔

آخر میں مفتی صاحب نے حضرت پیر جی کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا۔ مدرسہ سے مفتی صاحب کو جلوس کی شکل میں صوفی نصیر احمد چیمہ کے گھر لے جایا گیا۔ یہاں پر چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چائے کی دعوت میں مقامی صحافیوں، سماجی و سیاسی درکروں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ آخر دو بجے مفتی صاحب ساہیوال کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ صفدر چوہدری نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب ساہیوال گئے۔ مفتی صاحب کو الوداع کہنے کے لئے نوجوان سکوٹروں پر حافظ محمد عبدل اور شیخ اجمل کی قیادت میں شہر سے ایک میل باہر تک آئے۔

چیچہ وطنی سے مفتی صاحب کے ہمراہ چوہدری محمد حسین باجوہ، صوفی نصیر احمد، چوہدری میناز ہر ایڈووکیٹ، میر رضاء الدین ایڈووکیٹ اور چوہدری احمد شریف گل ساہیوال تک آئے۔

یہ سبھی لوگ مفتی صاحب کی قیادت میں جناب عبدالمتین چوہدری کے گھر اظہار تعزیت کیلئے گئے۔ مختصر وقت میں پریس کانفرنس بھی۔ مفتی صاحب نے پریس کانفرنس میں موجودہ پیدا کی گئی آٹے کی قلت اور دیگر مسائل کو حل کرنے پر زور دیا۔

مفتی صاحب نے احتساب کی تاریخ کے تعین کا بھی مطالبہ کیا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ فوجی حکومت کو ملٹری کورٹ کے ذریعہ سے مقدمات کی سماعت کرنی چاہیئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ اکتوبر میں ہر حال میں انتخاب ہونے چاہئیں۔ مفتی صاحب نے ڈاکہ، اغوا، قتل اور چوری کی بڑھتی ہوئی وارداتوں پر اظہار افسوس کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئیں۔

مفتی صاحب نے عبدالمتین چوہدری کے بھائی عبدالحسیب چوہدری کے قتل کی تحقیقات فوری اور غیر جانبدارانہ طور پر کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ فوری طور پر اصل ملزموں کو گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قتل ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت کیا گیا ہے۔ مفتی صاحب نے پولیس کے رویہ کی مذمت کی چوہدری صاحب سے فارغ ہو کر جامعہ

سیاسی افکار

محمد ادریس ہوشیارپوری

خونِ شہداء ——— انصاف کی دہلیز پر

قومی پریس کی طویل خاموشی حیرت انگیز ہے

حکومت کو بدلے ہوئے نو ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اور ملک قیادت کی تبدیلی کے آثار سے متاثر ہے۔ اس عبوری دور میں چند ایک ایسے واقعات پیش آئے ہیں جو قومی سطح کے تھے اور اس میں فتح و کامرانی سے پوری قوم خوش ہے اور اس کی ناکامی کے تصور سے بھی یہ قومی خوشی غم میں تبدیل ہو سکتی تھی، لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم شاملِ حال رہا اور ہمیں اس میں سرخروئی نصیب ہوئی اور مقدر نے یاوری کی، اور قوم کی عزت سے کھیلنے والے اپنے انجام کو پہنچے۔

واقعات کی تفصیلی ذکر کئے بغیر اتنا اجمال کافی ہے کہ گذشتہ دنوں طیاروں کے اغواء کے یکے بعد دیگرے دو واقعات پیش آئے۔ ہائی جیکر طیارہ کو اغواء کرنا چاہتے تھے۔ ایک کو ریٹائرڈ ائیر مارشل نور خان نے اپنی جانِ عزیز کو خطرہ میں ڈال کر اس کا منصوبہ ناکام کیا اور وہ خود ریوالور کی زد میں آگئے اور ایک گولی ان کے جسم میں پیوست ہو گئی۔ ہسپتال سے وہ شفایاب ہو گئے اور ملزم پر قابو پا کر اس کو حکومت کے سپرد کر دیا۔

بعد ازاں دوسرا واقعہ ملتان کی فضا میں پیش آیا۔ اس کو ہماری فوج کے ایک بہادر عبدالمالک صاحب (ریٹائرڈ) نے مجرم پر قابو پایا۔ خود زخمی ہوئے۔ طیارہ کو معمولی حادثہ پیش آیا اور مسافروں کی زندگی کو درپیش مہیب خطرہ سے بچایا۔

ان دونوں بہادروں کی خدمات کو حکومت نے سراہا اور ان کو قومی اعزاز بخشے جس کے وہ مستحق تھے۔

عبدالمالک صاحب کو جنرل ضیاء الحق صاحب نے پچاس ہزار روپیہ انعام دیا اور دو ہزار روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ ان کے گاؤں سکول کھولنے کی ان کی خواہش پوری کرنے کا یقین دلایا۔

انعام بصورت پیسہ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ دراصل یہ ایک اظہارِ محبت کی خارجی صورت ہے اور ان کی قومی خدمت کی حوصلہ افزائی ہے۔ ایسے مواقع پر انعامات دینا، اعزازی تحفے دینا حکومتِ وقت کے فرائض میں سے ہے اور یہ ان کے خون کی کوئی قیمت یا بدل نہیں۔ یہ صرف ان کی خدمات کا اعزاز ہے اور ان کی عظمت کا اعتراف۔

حکومت کے اس اقدام کو عوامی حلقوں نے اچھی نگاہ سے دیکھا اور اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی۔ جنرل صاحب کے عنانِ اقتدار سنبھالنے سے قبل بھٹو آمریت کے خلاف ملک گیر عوامی جدوجہد نے ایک بہت بڑی ہمہ گیر تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ اس تحریک کی وسعت کیا تھی؟ اور اس کے شباب کا عروج ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ اگر کوئی انسان اس کی شہادت نہ دے سکتا ہو تو در و دیوارِ وطن خاموش نہیں رہ سکتے۔

لاہور بنا بیروت کا منظر۔ کسی بھی محبِ وطن کے دماغ سے محو نہیں ہو سکتا۔ کراچی میں ٹرین کے آگے لیٹ کر کٹ جانے والے جگر گوشوں کا خون بے آواز نہیں ہو سکتا۔ اس مارشل لاء کی خلاف ورزی جسے عدالت نے غیر قانونی قرار دیا تھا مجاہدینِ اسلام نے کس طرح سینہ سپر ہو کر کی اور ملک و قوم کی عظمت پر قربان ہونے والے شہداء کسی تمنا کا اظہار کئے بغیر داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اور والدین کے عصائے پیری نبی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت، اور آپ کے قانون کی بالادستی کے لئے کس طرح پروانہ وار خون کا نذرانہ پیش کیا ——— پورے وطن کے لئے پوری قوم کے لئے، قومی عظمت و افتخار کی خاطر اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگی کو داؤ پر لگایا اور ہمیشہ کے لئے خاموش لیکن راحت کی نیند سو گئے۔ اب ان کا ہم سے کوئی مال و زر یا عزت و جاہ کا سوال نہیں، وہ شہرِ خموشاں کے باشندے ہیں، ان کو شہادت نے جو کچھ بخش دیا ہے وہ اب اس سے زیادہ اور کسی چیز کے متمنی نہیں کہ دنیا میں پھر جائیں اور بار بار جائیں اور اے خدا تیری راہ میں پھر قربانی کا نذرانہ پیش کریں اور بزبانِ حال کہیں کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن ان کا یہ سوال ہے جس سے ہماری رستگاری ممکن نہیں۔ وہ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ۔ یہ ہمارا مستقبل بتلائے گا کہ ہم ان کے اس سوال پر کس حد تک پورے اترے، یا ان کے سامنے سرنگوں ہونا پڑے گا (اعاذنا اللہ منہا)۔

بہرحال تحریک چلی اور آمر کا جنازہ اٹھا اور دھوم دھام سے اٹھا اور بے بسی کے عالم میں "اس کا اسلام" بھی اس کی حفاظت نہ کر سکا اور وہ عوامی سیلاب کے ریلے کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا اور بہتا چلا گیا۔

تحریک کے عروج کے سامنے آمر نے سر جھکایا اور انتخاب دوبارہ کرانے کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا اور عوام

بقیہ صـــ پر ملاحظہ فرمائیں

ملتان کے لیل و نہار — **محمد یعقوب شیخ**

ملک عطاء اللہ کے نابالغ بچے کو اغوا کرنے کی ناکام کوشش

ملتان کا منی وزیر اعلیٰ عدالت کے کٹہرے میں ——— ؟

۷ مارچ کا دن بھی پاکستان کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لیے کہ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو ملک بھر میں قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے تھے ۔ نام نہاد عوامی حکومت کو یقین تھا کہ ووٹ سے ہار جائے گی۔ بڑے بڑے ماہرین نے ایک فارمولے بنایا کہ پاکستان قومی اتحاد کو ۱/۴ سیٹوں پر جتایا جائے باقی تیس فی صد ووٹ جعلی ڈالے جائیں اور اس طرح مکمل اکثریت، بلکہ دو تہائی سیٹوں پر قبضہ جما لیا جائے۔

اس حساب سے بعض سیٹوں کے لیے اعداد و شمار بھی مرتب ہو گئے کہ چاہے ضمانت ضبط ہو جائے ریڈیو پر اعلانِ فتح ضرور کر دیا جائے گا۔ اس فارمولا پر جگہ جگہ عمل ہوا۔ جعلی ووٹ پرنٹ ہوئے۔ اور تھوک کے حساب سے ڈالے گئے بعض حلقوں میں اتنی بڑی تعداد میں دھاندلی ہوئی کہ حساب غلط ہو گیا، اپوزیشن کو صرف ۳۵ ، ۳۶ سیٹیں ہاتھ آئیں۔ قوم ششدر رہ گئی اور یہ حیرانگی اشتعال اور غصہ کی صورت اختیار کر گئی۔ صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ ہوا اور اس کے بعد جو ہوا اس کے نتائج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ قائدِ عوام لکھپت جیل میں نظر بند ہیں تو پاکستان قومی اتحاد کے لیڈر اس طویل مدت سے تنگ اور مایوس نظر آ رہے ہیں۔ روشنی کی کرن دُور دُور تک نظر نہیں آ رہی۔

ذکر ہو رہا تھا دھاندلی کا اور سیاسی فارمولے کا۔ اس فارمولے کا اہم حصہ یہ بھی تھا کہ چاروں صوبوں میں وزیر اعلیٰ بلا مقابلہ کامیاب کرا لئے جائیں۔ پنجاب کا وزیر اعلیٰ چونکہ ملتان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے اسے جتوانے کے خاص انتظامات ہوئے صادق حسین قریشی حلقہ نمبر ۱۶۶ پی پی ملتان سے امیدوار تھا۔ قریشی صاحب نے اپنے دورِ اقتدار میں کوئی کام نہیں کیا تھا اور کسی سے حسن اخلاق کا مظاہرہ نہ کیا تھا۔ اس لیے وہ مقابلے کے چکر میں پڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ ملتان پولیس نے صلاح الدین نیازی کو اس محاذ کا انچارج بنایا تھا کمرہٴ عدالت کو ہر طرف سے پولیس نے گھیر لیا۔ چھت پر بھی دو بندوق بردار سپاہی پہرہ دیتے رہے کہ چھت پھاڑ کر کوئی اندر داخل نہ ہو جائے۔

ملتان میں جشنِ بہاراں

کیسے منایا گیا؟

ملتان تحصیل کے بڑے بڑے رؤسا اور زمیندار جو اس سیٹ کے وارث بنتے ہیں بھیگی بلی بنے دبک گئے تھے کہ کسی کو وزیر اعلیٰ کے مقابلے میں کاغذات پُر کرانے کا بھی چارا نہ تھا۔

پاکستان قومی اتحاد کے پارلیمانی بورڈ نے میاں احسان باری کو ٹکٹ دیا تھا اس لیے کہ میاں صاحب اصرار کرتے تھے کہ اگر مضبوط مرکز کے دعویدار، برادری اور اثر و رسوخ کے مدعی طاقت سے مرعوب ہیں اور چوہوں کی طرح بلوں میں گھس گئے ہیں تو طالب علم کی حیثیت سے میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور میں صادق حُسین قریشی کا مقابلہ کروں گا۔

دوسری طرف پاکستان سوشلسٹ پارٹی کے رہنما ملک عطاء اللہ چونکہ اسی حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی نتائج سے بے خبر امیدوار تھے۔

دونوں امیدواروں کی پٹائی ہوئی اور دن دہاڑے اغوا ہوئے اور صادق حسین قریشی بلا مقابلہ کامیابی کے سہرے سر پر سجائے ملتان سے لاہور چلے گئے۔

مکافاتِ عمل دیکھیے کہ ایک سال کے چکر میں ملک عطاء اللہ پاکستان قومی اتحاد کے رہنما کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور صادق حسین قریشی اپنی ذریت سمیت ملزم کی حیثیت سے ضمانت پر رہا ہیں۔ ہائی کورٹ نے قریشی صاحب کی ضمانت تو بڑے زور دار طریقہ سے منظور فرمائی البتہ ذریت نے ملتان کی عدالتوں کا رُخ کیا دو تین دن تک بڑی گہما گہمی رہی۔ رضی شاہ گردیزی جو صادق حسین قریشی کے دورِ وزارت میں منی وزیر اعلیٰ کی حیثیت اختیار کر چکا تھا ذریت سمیت حاضر عدالت ہوتا رہا۔

سانپ مر گیا، مگر اس کے سپولیے تو موجود ہیں ملک عطاء اللہ کو راستہ سے ہٹانے کے لیے پہلے اغوا کرایا تھا اب عدالت میں پیروی سے باز رکھنے کے لیے تحصیل دار نے گرفتار کرا لیا۔ الزام یہ تھا کہ ٹیوب ویل کا بقایا وصول کرنا ہے۔

بقایا جات کی وصولی کا ایک طریق کار ہوتا ہے نوٹس جاری کیا جائے، اگر تعمیل سے دانستہ گریز کیا جائے تو نوٹس چسپاں کیا جائے۔ مگر یہاں کوئی بھی تکلف نہیں کیا گیا۔

مقامی حکام نے صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر ملک صاحب کو رہا کر دیا تو دوسرے روز غنڈے ایک کار میں سوار ہو کر آئے اور ملک عطاء اللہ کے صاحب زادے کمال ناصر کو زبردستی اٹھانے لگے۔ بچے کی دانش مندی کہ وہ غنڈوں کے چنگل سے

نکل بھاگا اور اپنی جان بچائی۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی رہنماؤں نے ملک صاحب کے صاحبزادے کے اغوا اور ان کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ان واقعات کی تحقیقات کرائی جائے۔

جشنِ بہاراں

پاکستان میں انتظامی حالات اتنے بدتر ہیں کہ مارشل لا صرف کوڑے مارنے تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ قتل، لوٹ مار، رشوت، اور مہنگائی کا سیلاب ہے۔ ملتان میں ہر روز نئی واردات ہو رہی ہے۔ حوالات کی سلاخیں توڑ کر چور بھاگ گیا ہے۔ شہریوں نے ڈاکو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا پولیس نے بھگا دیا! ایک تھانیدار بغیر وارنٹ کے معزز تاجر حاجی محمد اسحاق کو گرفتار کرنے کی کوشش کرتا ہے جب کہ کپڑے کا یہ مشہور تاجر اپنی والدہ کو دفن کرنے میں مصروف تھا۔ ابھی قبر پر مٹی لوگ ڈال ہی رہے تھے کہ سنگدل تھانیدار آگے بڑھا اور حاجی محمد اسحاق کو پکڑ لیا حاجی صاحب کے بھائی حاجی شوکت علی نے ہمت کر کے مداخلت کی اور پولیس سے اپنے بھائی کو چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔

جلد ہی بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور پولیس اس قدر گھبراہٹ کا شکار ہوئی کہ گن مین اپنی بندوق چھوڑ کر بھاگ گیا۔

لوگ قبرستان سے سیدھے ایس۔ ایس پی کے پاس پہونچے اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا تھانیدار مذکور بھی جھوٹی کہانی گھڑ کر مظلوم صورت بنائے پہونچ گئے۔

جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کے سیکرٹری جنرل نور عالم قریشی بھی رہنمائی کے لیے موجود تھے انہوں نے سوال کیا کہ وارنٹ گرفتاری ہیں تو معلوم ہوا کہ تھانیدار صاحب بلا وارنٹ ہی ایک ذمہ دار شخص کو پکڑنا چاہتے تھے۔!!

اگر ایک تاجر، ایک ٹیکس گذار پر پولیس اس طرح زیادتی کر سکتی ہے اور وہ بھی شہر میں، تو غریب اور بے کس لوگ کہاں جائیں۔؟

ایک طرف یہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف ملتان میں جشن بہاراں منایا جا رہا ہے۔ پاک فوج کے ٹرک شہریوں کو ٹرکوں میں سوار کر کے پولو گراؤنڈ لے جا رہے ہیں۔ پولو گراؤنڈ میں بیگم جنرل ضیاء الحق نے ملتان کی بیگمات کے جلو میں جشن بہاراں کا افتتاح کیا ہے لوگ سوچ رہے ہیں کہ پاک فوج اب انہی کارناموں کی انجام دہی کیا کرے گی۔ اگر مارشل لا انتظامیہ اسی طرح نوکر شاہی کا کھلونا بنی رہی تو پھر اللہ حافظ۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

بقیہ: خونِ شہداء

ایک حد تک ستی خودداریت کا اپنا حق لینے میں کامیاب ہو گئے۔ مذاکرات کا آغاز ہوا۔ پی۔ این کے راہنماؤں نے شہداء کے ورثاء کے لئے بھٹو حکومت سے مطالبہ کیا کہ تحریک کے دوران شہید ہونے والوں کے ورثاء کو دس ہزار روپے معاوضہ دیا جائے چنانچہ یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ اور مذاکرات میں بلا اختلاف یہ بات منظور ہو گئی اور اس کو اناؤنس کر دیا گیا۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ آدم خور بھیڑیا جس کے منہ کو انسانی خون لگ چکا تھا یہ معمولی رقم بھی دیتا یا اس میں بھی دھاندلی کرتا۔ بہر حال تسلیم کئے بغیر اسے بھی کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

دنیا میں جتنی تحریکیں چلتی ہیں کامیاب ہونے کے بعد شہداء کے ورثاء سے اظہار ہمدردی کیا جاتا ہے، قومی اعزاز سے ان کو نوازا جاتا ہے۔ مجاہدین کے کارناموں پر داستانیں رقم کی جاتی ہیں۔ تاریخ اس کو اپنے سینے میں محفوظ کرتی ہے۔ مجاہدین کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں۔ اس تحریک کو اس ابتدائی کامیابی کے بعد اس کے مجاہدین اور ان کے ورثاء کو اس طرح فراموش کر دینا حق و انصاف نہیں ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

آج عبوری حکومت جو اسلام کے نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہے اگر یہ مجاہد آگے بڑھ کر بھٹو حکومت کا مقابلہ نہ کرتے اور اسے چاروں شانے چت نہ کرتے تو عبوری حکومت کو یہ موقع ہاتھ نہ آتا اور اسلامی نظام کے شرمندہ خواب کی تعبیر کبھی حکومت وقت کے ہاتھوں نہ ہو سکتی۔

جن لوگوں نے ہائی جیکرز کے منصوبوں کو ناکام بنایا وہ بھی قومی خدمت ہے اور ہر قومی خدمت عین اسلام ہے۔ ان کے اس اقدام کی تعریف و توصیف بھی درست ہے، ان کی حوصلہ افزائی بھی ضروری ہے۔ انکو قومی اعزازوں سے نوازنا بھی درست ہی نہیں ضروری ہے۔ لیکن خون شہداء ـــــ بھی انصاف کی دہلیز پر آپ سے سوال کرتا ہے۔

ہم نے اس وطن کی حفاظت کی ہے جس کی فضاؤں میں طیارے اڑ سکیں گے، جس میں حق کا علم بلند رہے گا، جس سے قوم کی آبرو زندہ رہے گی، وہ قربانی پیش کی ہے جس سے تاریخ میں قوم کا نام بلند رہے گا، وہ نقوش چھوڑے ہیں، وہ جدوجہد کی ہے جو آزاد قومیں ضمیر کی آزادی اور حریت فکر کے لئے کرتی ہیں اور وہ قربانیاں دی ہیں جن سے ملک کو استحکام ملتا ہے۔

کیا اس کے بعد ہماری خاموشی اور سرد مہری تعجب خیز ہونے کے ساتھ ساتھ حق و انصاف کا ماتم تو نہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے قومی پریس کی طویل خاموشی ــ ایں چہ بوالعجبی است

عبوری حکومت اس طرف خصوصیت سے قدم اٹھائے تا آنکہ ہم اپنے صحیح تعلق کا کچھ اظہار محبت شہداء کے ورثاء سے کر سکیں اور شہداء کے ورثاء کو جائز معاوضہ دے سکیں تاکہ قربانی کی رسم کا جذبہ تازہ رہے اور قوم کے جوان سمجھیں کہ یہاں خون سے انصاف ہوتا ہے، ظلم نہیں۔

اس طرح ایک طرف تو قومی خدمت کرنے والوں کے لیے فیاضیاں بے پایاں ہو جائیں اور دوسرے لوگوں کو بالکل فراموش کر دیا جائے یہ حق و انصاف کے سراسر خلاف ہے۔ سب کے ساتھ مساویانہ سلوک نہ ہو تو حسب مراتب تو سلوک ہونا ضروری ہے۔ قومی دولت میں سب کا حق ہے اور خون ہر انسان

فوری توجہ کے لیے

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی اطلاع کے مطابق ان کا ایک رجسٹر جس میں مرزائیت کے سلسلے میں مرکزی اور قومی رہنماؤں کی ایک دستخطی دستاویز ہے پچھلے دنوں سیرت کانفرنسوں کے دوران کہیں گم ہو گیا۔ یہ رجسٹر چونکہ بہت اہم ہے اس لیے جس دوست کو ملے فوری طور پر مولانا کے پاس پہونچا کر یا مرکزی دفتر جمعیۃ چوک رنگ محل لاہور میں پہونچا کر ممنون فرمائیے۔

مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

کا کبیروالہ میں ورود مسعود

گزشتہ دنوں حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کبیروالہ شہر میں تشریف لائے اور شیخ الہند سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک استقبالیہ سے خطاب فرمانے کے بعد دن کو جمعیۃ علماء اسلام کبیروالہ نے ایک عظیم الشان استقبالیہ دیا۔ آپ کے ہمراہ مولانا عبد القادر قاسمی، جناب قاری نور الحق، سید خورشید عباس شاہ صاحب گردیزی اور دیگر اکابرین شامل تھے۔

تقریب کا اہتمام حافظ بشیر احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد میں حضرت مولانا امان اللہ۔ مولانا عبد القادر قاسمی۔ مولانا قاری نور الحق پھر آخر میں حضرت امیر دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل مولانا عبد الکریم نعمانی نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کا متن یہ ہے:

سپاسنامہ

بخدمت عالی مرتبت زبدۃ العارفین۔ قدوۃ السالکین قلزم اسرار معرفت پیر طریقت منبع رشد و ہدایت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب

حضرت والا! عہد جہانگیر کے ولی کامل سید احمد کبیر کی اس نگری اور پاکستان بھر میں اولین مثالی دینی تدریسی ادارہ دار العلوم کبیروالا کی اس سرزمین میں جناب کے ورود مسعود پر ہم اراکین جمعیت علماء اسلام خصوصاً و کارکنان پاکستان قومی اتحاد عموماً وفور ادب و عقیدت سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

امیر محترم! ملت پاکستان کی دینی و علمی تربیت اور دین حق کی ترویج و اشاعت میں جو گرانقدر خدمات آپ کے خانوادہ سے وابستہ ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ تاجدار ولدیت حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ جن کا مرقد مبارک مرکز انوار و تجلیات! و مرجع عوام و خواص ہے، آج ان کا چشم و چراغ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے عملی نمونہ ہیں اس منبع فیض کو اپنے نزدیک پا کر ہم اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہیں۔

قائد گرامی قدر! ایوبی دور میں آمریت کے خلاف جد و جہد میں جمعیۃ الوداع کے موقعہ پر جمعیت علماء اسلام کے ملک گیر احتجاجی جلوس کی قیادت کرتے ہوئے آپ نے جس ہمت اور پامردی و بیباکی۔ استقلال و استقامت کا ثبوت دیا اس کی مثال پیش کرنے سے ماضی قریب قاصر ہے۔

امام سیاست! حالیہ تحریک نظام مصطفٰے جو کہ برصغیر میں اعلاء کلمۃ اللہ کی عملی تحریک تھی اس میں علماء کرام نے جو کردار ادا کیا ہے اور عوام نے جس ہمت و جرأت کا مظاہرہ کیا اور اس کے جو اثرات برصغیر میں مرتب ہوئے ہیں ان سے اہل باطل کے قلعوں میں شگاف پڑ گیا اور اسی کے نتیجہ میں ملک کو بھٹو جیسے آمر اور قاتل سے نجات ملی۔ علماء کرام نے بالاکوٹ کے شہیدوں اور شاملی کے مجاہدین کے نقش قدم پر چل کر مولانا اسمٰعیل شہید امیر المومنین سید احمد شہید بریلوی۔ مولانا نانوتوی وغیرہم بزرگوں کے خون شہادت و عظمت مقصد کو

باقی صـ۱۰ پر

جمعیۃ علماء اسلام کبیروالہ

کی سرگرمیاں

گزشتہ دنوں مولانا عبد الکریم نعمانی اور مولانا محمد اشرف نے عباس آباد تحصیل کبیروالہ کا دورہ کیا اور وہاں ایک جلسہ عام سے جو کہ سیرت النبی ؐ کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا خطاب کیا اور لوگوں کو اسلامی نظام کی اہمیت اور افادیت کے بارہ میں بتایا۔ بعد ازاں کبیروالا شہر میں بعد نماز عشاء ایک جلسۂ عام بسلسلہ سیرت ؐ منعقد ہوا جس میں نائب امیر ضلع مولانا امان اللہ، نائب امیر ضلع مولانا محمد رمضان، ناظم تحصیل مولانا محمد اشرف اور ناظم اعلیٰ شہر عبد الکریم نعمانی نائب امیر شہر مولانا محمد نواز قریشی سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحب دامت برکاتہم نے خطاب کیا۔

جمعیت کا ایک وفد پاپڑکسی پہنچا جس میں نائب امیر ضلع مولانا امان اللہ عبد الکریم نعمانی اور مولانا محمد اشرف شامل تھے۔ وہاں بعد نماز عشاء ایک جلسۂ عام سے خطاب کیا اور لوگوں کو اصل مقصود بعثت نبوت سے آگاہ کیا اور اہمیت اتحاد بیان کی۔

اس کے بعد یہ وفد سرائے سدھو پہنچا بعد میں مبلغ ضلع مولانا منظور الحق بھی ضلعی دورہ پر اس وفد میں شامل ہو گئے۔ جمعیت کے رہنماؤں نے رات بارہ بجے تک خطاب کیا۔ شاعر تنظیم جناب نشتر صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد میں مولانا محمد اشرف کا خطاب ہوا۔ مولانا نے اپنے پرسوز انداز میں سیرت نبوی ؐ کے چند پہلو ذکر کئے۔ ان کے بعد عبد الکریم نعمانی نے خطاب کیا اور اپنے خطاب میں محبت اور اتباع نبوی صلعم پر زور دیا اور کہا اصل محبت و اتباع نبوتؐ نظام نبوت ؐ کو اپنی ذات، گھر اور محلہ، شہر، ضلع اور ملک اور پھر دنیا بھر میں قائم کرنا ہے۔

مولانا منظور الحق نے خطاب کرتے ہوئے جماعتی پلیٹ فارم مضبوط کرنے پر زور دیا۔

آخری خطاب مولانا امان اللہ صاحب نائب امیر ضلع کا ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام ؓ کی شان بیان فرمائی اور ان کے عزم کو اجاگر کرنے، اتفاق و اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی منزل پر رواں دواں ہونے کی اہمیت بیان کی۔

صبح کو مسجد مولانا عبد الحق میں مولانا امان اللہ صاحب نے درس قرآن دیا اس طرح جماعتی رہنماؤں کا دورہ نہایت کامیاب نہج پر تمام ہوا۔ دوران دورہ جو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اتحاد ہر حالت میں برقرار رہے اور کسی جماعت کو اتحاد سے نہیں نکلنا چاہیئے بصورت دیگر وہ جماعت اپنی حیثیت کھو بیٹھے گی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ لوگوں کو نوکر شاہی مصنوعی مہنگائی پیدا کر کے تنگ کر رہی ہے تا کہ پی پی پی کو دوبارہ ملک و قوم پر مسلط کیا جائے۔ اس لئے مارشل لاء حکومت کو مہنگائی ختم کرنے پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

تیسری بات جو عام طور پر لوگوں کی خواہش کے طور پر معلوم ہوئی یہ ہے کہ فی الفور اسلامی نظام کامل نافذ کیا جائے اور ڈکیتی اور چوری اور اغواء کی بڑھتی ہوئے ملعون حرکات کا مکمل سد باب کیا جائے۔

باقی صـ۱۰ پر

پاک، ناپکستان کے تازہ اخبار کی دس خبریں
بھٹو شاہی کا ایک دن

از: رشید احمد ارشد
مہتمم مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکّڑ ضلع جہلم

حوّا زادی کی رُسوائی کے دلدوز مناظر

؎ وہ رنگ نہیں وہ کیف نہیں وہ لطف نہیں وہ پار نہیں
حالاتِ زمانہ اُف توبہ جینے کا کوئی ہنجار نہیں

اقوام متحدہ کے فیصلہ پر ۱۹۷۵ء کا سال عورتوں کا عالمی سال منایا گیا جو حقوقِ نسواں کے تحفظ کا سنہری عنوان ہے کر بھٹو حکومت کے عیاش مزاجوں کی بنا پر عورتوں کے لئے آلمی بن کر صنفِ نازک پر رنج والم کی داستانِ خونچکاں پیش کر رہا ہے۔ یہ بھٹو حکومت کی صرف ایک دن کی آپ بیتی یا کارگزاری ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ عورتوں کی صنفِ نازک پر مردوں کی طرف سے رنج والم کی یلغار ہے بلکہ وہ خود بھی اپنی رفیع تر نسوانیت کو کوچۂ بازار کے چوراہے پر لے آئی ہے جہاں سے اصل منزل تک رسائی بھی ناممکن ومحال نظر آرہی ہے۔

مصر کی طالبات نے بجا طور پر اس "المی سال" کے نتیجہ میں صحیح فیصلہ کیا کہ "صرف اور صرف اسلامی تہذیب و تمدن ہی عورت کی سلامتی کے پاسدار ہیں"۔

ذیل میں — ایک دن کے صرف ایک شہر کے ایک اخبار کی تمام نہیں صرف دس خبریں پڑھ کر فیصلہ کریں کہ عورت اس "عالمی سال" میں کس "المی" درد و کرب کی چکی کے دو پاٹوں میں خود کو خود بھی لے جا رہی ہے۔

؎ گر ہو ٹھکانہ اس میں تو آئینہ میں صورت دیکھ لو

۱۔ **سرحد میں ناچ پر پابندی کے خلاف۔**
• "پشاور ہائی کورٹ نے ایک رٹ درخواست سماعت کے لئے منظور کی ہے جس میں پبلک طوائفوں کی رٹ۔ • مقامات پر لڑکیوں کے ناچنے پر پابندی کے صوبائی ایکٹ کو چیلنج کیا گیا ہے۔ یہ درخواست مردان اور سوات کی ۴۷ طوائفوں (کنجریوں) نے دی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ صوبہ سرحد کا ناچنے پر پابندی کا ایکٹ ۱۹۷۴ء ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے جس کی ضمانت ملک کے آئین میں دی گئی ہے۔ درخواست میں استدعا کی گئی ہے کہ اس ایکٹ کو آئین کے منافی قرار دیا جائے، کیونکہ اس ایکٹ کی وجہ سے ناچنے والی لڑکیاں اپنا "قانونی پیشہ" جاری نہیں رکھ سکتیں اور اس قانون نے انہیں اور ان کے سازندوں کی پارٹیوں کو روٹی کمانے سے محروم کر دیا ہے"۔

روزنامہ امروز آخری کالم ع۶، ۲۸ مئی ۱۹۷۵ء

؎ ابتدا ہوس کی یہ تو انتہا اس کی نہ پوچھ

آخر یہ کیوں ہوا۔ پاکستان کے اسلامی ملک میں جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے یہ حوّا زادیاں جو چراغِ خانہ تھیں آخر رونقِ محفل بننے کی خاطر کیوں رٹ کر رہی ہیں۔ جب یہ بن ٹھن کر اپنی خوش آوازی، خوش پوشی اور میک اپ کے ساتھ ڈھولک اور سارنگی کی تھپ تھپ پر ناچ گا کر خود دعوتِ نظارہ دیں پھر تحفّظ تحفّظ کی پکار لغو اور بیکار ہے۔ جب یہ ناچنے اور گانے کو بنیادی حقوق قرار دیتی ہیں۔ قانونی پیشہ اور روٹی کمانے کا واحد ذریعہ سمجھتی ہیں تو انہیں یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگر شہزادوں، منڈیوں اور گلی کوچوں میں ہیرے اور جواہر بھی آپہنچیں تو انہیں کمہار کے گدھے کا ہار بننے کے سوا کوئی اور مقام نہیں ملتا

اور پھر گانا بجانا بجائے خود ایک مستقل تباہی ہے

بقول اقبال ؎

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

اکبر الٰہ آبادی نے تو کیا خوب عکاسی فرما دی ؎

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

۲۔ **دوسری خبر:** مردانہ مجلس میں لڑکی اور اس کا ساتھی گرفتار۔ دونوں شارع عام پر فحش حرکات کر رہے تھے۔ وہ محنت کش خاوند کے گھر سے بھاگ کر دولت کی بھینٹ چڑھ گئی۔

(روزنامہ امروز ۲۸ مئی ۱۹۷۵ء)

۳۔ **تیسری خبر:** گورنمنٹ گرلز کالج حیدرآباد میں یونین کی دو صدارتی امیدواروں کی حامی طالبات کے درمیان کل تصادم ہوگیا۔ طالبات نے ایک دوسرے کی چوٹیاں پکڑیں۔ بال کھینچے، ایک دوسرے پر کرسیاں پھینکیں اور پتھراؤ بھی کیا۔ کچھ لڑکیوں کے ہاتھ میں ہتھوڑیاں اور چھریاں بھی دیکھی گئیں لیکن انہیں استعمال نہیں کیا گیا۔ البتہ بعض طالبات نے انٹر کلاس کی طالبہ شمع کو پکڑ کر اس کا گلہ گھونٹنے کی کوشش کی لیکن اس کو بچا لیا گیا۔

(روزنامہ امروز ۲۸ مئی ۱۹۷۵ء)

؎ مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا۔

۴۔ **چوتھی خبر:**

ایک عورت سے شادی کے دو دعویداروں نے نکاح نامے عدالت میں پیش کر دیئے۔ حنیفاں کو اس کے پسند کے دعویدار کے ساتھ جانے کی اجازت دیدی گئی۔

(امروز ایضاً)

یہ آخری واقعہ نہیں بلکہ

؎ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

۵۔ **پانچویں خبر:**

امریکہ کی دو جڑواں بہنیں کیرول اور بارہ سالہ باربرا جس کا ایک گردہ خراب ہوگیا ہے اور کیرول اپنا گردہ دے گی جو ڈاکٹر کے ذریعہ باربرا کے جسم میں پیوند کریں گے۔ ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ چونکہ یہ جڑواں بہنیں ہیں اس لئے باربرا کا جسم بہن کا یہ عطیہ قبول کر لیگا۔

(امروز ایضاً)

کاش صنفِ نازک پر اس عجوبۂ قدرت کے انکشار سے عورتیں درسِ عبرت حاصل کریں۔

یہ گلشنِ اسلام کی کلیاں:

لاہور شہر کے ایک اخبار کے ایک صفحہ کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عالمی سال میں خواتین کس طرح اماں فاطمہ اور اماں عائشہ کے تقدس کو کس طرح پامال کر رہی ہیں لیجئے کچھ اور بھی ——

۶۔ **چھٹی خبر:**

"لیڈی ڈاکٹر سے بدسلوکی کرنے والا نوجوان جیل پہنچ گیا۔"

(امروز ایضاً)

۷۔ **ساتویں خبر:**

"نون خاندان کی لڑکی نکاح کے دو ماہ بعد قتل کر دی گئی۔"

(امروز ایضاً ص)

شعر: کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گر ہے کہ نہیں

۸۔ **آٹھویں خبر:**

"طالبات نے شہری دفاع کا مظاہرہ کیا۔"

(امروز ایضاً)

جس دیس کے مرد آدھا پاکستان دے بیٹھے ہیں یہ کیا کریں گی؟

۹۔ **نویں خبر:**

جہیز کے تنازعہ پر دولہا کے والد کا آدھا سر، ایک مونچھ اور آدھی داڑھی مونڈ کر برات واپس کر دی۔ (امروز ایضاً)

اسلام اور اس کی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ یہی کچھ ہوگا۔ ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

دسویں خبر: دس نیم برہنہ تصویریں

اسی اخبار میں نیم برہنہ تصاویر بھی کم از کم دس تک موجود ہیں۔ آپ ان پاک اخبار کی موٹی موٹی اور اہم صرف ایک یوم کی دس عدد ناپاک خبروں کے مطالعہ کے بعد خود فیصلہ کر لیں کہ عورتوں کو عالمی سال میں، اگر انہوں نے یہی رفتار رکھی تو، کیوں نہ "الٰہی حقوقِ نسواں" ملیں گے، بلکہ ایسی رنج و الم کا شکار ہوں گی کہ پھر مداوا نہ ہو سکے گا اور ان کا یہ کردار اور رخِ تصویر صرف پاکستان نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے منہ پر طمانچہ ہوگا اور یہ بازیچۂ اطفال بن جائیں گی۔

موجودہ عبوری حکومت سے ایک گذارش

اس پاک وطن میں ایک ہی دن کے حوا زادی کی رسوائی کے دلدوز مناظر سامنے ہیں۔ ان دردناک حادثات کی طرف جانے سے عورتوں کو باز کر کے ملکۂ خانہ اور مالکۂ جنت کے صحیح مقام کی طرف لے جایا جائے اور تمام تجارتی اداروں کو عورت کی تصویر کسی بھی چیز کے ٹائٹل، وغیرہ پر استعمال کرنے سے روکا جائے۔ بصورت دیگر تصویر والا تمام مال ضبط کر لیا جائے۔ کیا میری مائیں اور بہنیں خود بھی اپنے مقام کا تحفظ فرمائیں گی۔ **ہائے کیوں؟** ملکۂ بیت اور مالکۂ جنت گلی گلی ہر بازار اور سر شاہراہ یہ رسوا ہو گئی۔ تجارت کے مال کی زینت کیوں بنا دی گئی اور افسوس کہ اس عظیم توہین آمیز اور حقارت آمیز رویہ پر آج کی حوا زادیاں خاموش تماشائی بن چکی ہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اللہ تعالیٰ آج کی مسلم بیٹی کو ملکۂ بیت اور مالکۂ جنت کا اعزاز دوبارہ حاصل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین! ثم آمین!!

بقیہ: سپاسنامہ

خراجِ عقیدت پیش کر کے اسلام کے تدبرِ جہاد کو اجاگر کر کے مغرب زدہ طبقہ کا راز فاش کر دیا۔

حضرت محترم! نظام مصطفےٰ کا قیام ہمارا جزو ایمانی ہے۔ غلبۂ اسلام کے سوا ہماری کوئی منزل نہیں کیونکہ غریب عوام۔ محنت کش۔ مزدور و کسان کے مسائل کا حل اور ان کے حقوق کا تحفظ صرف اور صرف اسلامی قانون سے ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت گرامی قدر! پاکستان قومی اتحاد کی تحریک نظام مصطفےٰ میں جہاں قوم نے نظام خداوندی کے قیام کے لئے قربانیاں دی ہیں وہاں صرف پاکستان قومی اتحاد کی قیادت کو ملک و ملت کے لئے اہل جانا اور ان پر ہی اعتماد کیا۔ جو پاکستان قومی اتحاد سے علیحدہ ہوگا یا ہو گیا قوم اس کو قطعاً برداشت نہیں کرے گی اور اس کو اس کے فعل کی سزا دے گی۔

ہم اہالیانِ کبیر والہ واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ ہم پاکستان قومی اتحاد کی صفوں میں انتشار پیدا کر کے ملک کو نظام مصطفےٰ سے محروم کرنے کی سازش کرنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، اور ان کو خونِ شہداء سے غداری کی عبرتناک سزا دیں گے۔

قائدِ محترم! ہم اراکین جمعیت علماءِ اسلام پاکستان قومی اتحاد اور اہالیان کبیر والہ آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں سلامت روی و باز آئی والسلام

۴ ربیع الاول

اراکین جمعیت علماءِ اسلام و کارکنان پاکستان قومی اتحاد، کبیر والہ ضلع ملتان

بقیہ: جمعیۃ علماءِ اسلام کبیر والہ کی سرگرمیاں

ایک مطالبہ: سرائے سدھو قصبہ کے ناظم حافظ محمد حنیف کو اے ایس آئی اللہ داد نے تین دن تھانہ سرائے سدھو میں حبس بے جا میں رکھا۔ اور اب جبکہ حافظ صاحب نے مجسٹریٹ کبیر والا کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا ہوا ہے پولیس انہیں اور ان کے اہل خانہ کے وارنٹ گرفتاری نکال کر ان کو پریشان کر رہی ہے اور خطرناک دھمکیوں سے مرعوب کیا جا رہا ہے کہ استغاثہ واپس لے لو۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اللہ داد اے ایس۔ آئی کو معطل کر کے اس کے خلاف مکمل تحقیقات کی جائے اور سخت سزا دی جائے۔

مرسل:۔ فیضی احمد فیاض، ناظم نشریات
جمعیۃ علماءِ اسلام، تحصیل کبیر والہ

مضمون نگار حضرات

سے گذارش ہے کہ مضامین کاغذ کے ایک طرف اور خوشخط تحریر کریں۔

(ادارہ)

مکتوب بلوچستان

صوبائی مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی

تنظیمی کارکردگی کی رپورٹ

۵ فروری ۱۹۷۸ء کو صوبائی وفد مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا: مولانا عبدالواحد صاحب امیر، مولانا ابوبکر صاحب نائب امیر، حاجی محمد زمان خان صاحب اچکزئی ناظم عمومی، مولانا محمد یعقوب صاحب شرودی۔ ناظم۔

پروگرام کے مطابق فورٹ سنڈیمن (ژوب) پہونچے۔ وہاں پر ضلعی جمعیت اور دیگر ذیلی جمعیت کے اراکین کا اجلاس ہوا۔ ان کو پروگرام بتایا گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام فورٹ سنڈیمن (ژوب) ایک روز بعد کے لیے اپنی مجلس عاملہ اور چار روز بعد مجلس شوریٰ کے اجلاس بلانے اور ضلع بھر کے لیے تفصیلی دورے اور پروگراموں کے بنانے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی کہ ہم آئندہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ آئندہ ہر پندرہ روز بعد صوبائی جمعیۃ کو پیش کرتے رہیں گے۔ اور رابطہ کے لیے چند حضرات کے نام لکھے گئے جو ذمہ دار ہوں گے۔

۶ فروری ۱۹۷۸ء کو صوبائی وفد بشمول مولانا محمد خان صاحب نائب امیر نمبر ۲۔ و حاجی محمد لیسین سالار لے چلے۔ لورالائی پہونچا وہاں پر بھی کارکنان جمعیۃ کا اجلاس ہوا۔ اور ان کو پروگرام بتایا گیا۔ ضلعی جمعیۃ لورالائی نے وعدہ کیا کہ دس دن کے اندر ضلعی اجلاس بلایا جائے گا اور دعوت نامے ابھی سے جاری کیے جائیں گے طریق کار کا تفصیلی پروگرام شوریٰ کے اجلاس میں طے کیا جائے گا۔ اور پندرہ دن کے اندر اندر صوبائی جمعیۃ کو رپورٹ بھیج دی جائے گی۔ تین حضرات اس کے ذمہ دار اور رابطے کے ممبر بنے۔

۷ فروری ۱۹۷۸ء کو صوبائی وفد پروگرام کے مطابق پشین پہونچا۔ یہاں پر سابقہ افراد کے علاوہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سرپرست، حاجی نصیرالدین صاحب خازن، حافظ حسین احمد صاحب ناظم نشر و اشاعت بھی کوئٹہ سے پہونچ گئے تھے۔ پشین کی ضلعی جمعیۃ کا اجلاس ہوا، خطاب ہوا اور ان کو پروگرام دیا گیا۔ ضلعی جمعیۃ پشین نے مجلس شوریٰ کا اجلاس رکھا اور وعدہ کیا کہ مفصل کارکردگی اور لائحہ عمل اجلاس میں وضع کر کے صوبائی جمعیۃ کو ۲۱ فروری تک رپورٹ پیش کی جائے گی۔ چار حضرات کے نام بطور ذمہ دار رابطہ کے لیے تحریر کیے گئے۔

۸ فروری ۱۹۷۸ء کو صوبائی وفد جو مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا:

مولانا عبدالغفور صاحب سرپرست، مولانا عبدالواحد صاحب امیر، مولانا ابوبکر صاحب نائب امیر، حاجی محمد زمان صاحب اچکزئی ناظم عمومی، مولانا محمد یعقوب صاحب شرودی ناظم۔ پروگرام کے مطابق وفد نوشکی پہونچ گیا یہاں پر قومی اتحاد کی سطح پر شہر میں اجلاس ہوا جس میں مختلف خطابات ہوئے۔ شام کو جالدینی کلی گئے، وہاں پر جمعیۃ کی سطح پر کارروائی ہوئی۔ رات وہاں ٹھہرے نوشکی میں جو ضلع چاغی کا ہیڈ کوارٹر ہے کام زیادہ بہتر خطوط پر نہیں تھا۔

۹ فروری ۱۹۷۸ء پروگرام کے مطابق صوبائی وفد خاران پہونچا۔ ضلع خاران میں کام کی رفتار تسلی بخش نظر آئی۔ رات کو وہاں قیام رہا۔ شام کے بعد جمعیۃ کا تنظیمی اجلاس ہوا۔ کل جمعہ کا دن تھا جوامع میں خطابات ہوئے۔ خاران میں میر مبارک علی خان صاحب نے اپنے بارہ سو افراد سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ ان کے علاوہ شیخ عبدالرحمن میر محمد جان، میر پسند خان، سید محمد حمزہ شاہ صاحب نے خصوصیت سے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

ضلعی جمعیۃ خاران نے مجلس عاملہ بشمولیت مجلس شوریٰ پروگرام طے کیا کہ ۱۵ فروری سے ایک وفد (جس کے اراکین اسی وقت منتخب ہوئے) کے ذریعہ تمام ضلع کا تنظیمی دورہ کرے گا۔ اور یکم مارچ ۱۹۷۸ء کو رپورٹ صوبائی جمعیت کو پیش کرے گا۔ اسی طرح ہر پندرہ روز کے بعد اپنی کارکردگی کی رپورٹ ارسال کی جایا کرے گی۔

۱۰ فروری ۱۹۷۸ء کو وفد واپس کوئٹہ پہونچا۔ ۱۱ کو بھی کوئٹہ میں قیام کیا۔

۱۲ فروری کو وفد مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھا:

مولانا عبدالواحد صاحب امیر۔ مولانا ابوبکر صاحب نائب امیر۔ مولانا محمد خان صاحب نائب امیر دوم، حاجی محمد زمان خان صاحب اچکزئی ناظم اعلیٰ۔ مولانا محمد یعقوب صاحب شرودی ناظم، مولانا سید محمد صدیق شاہ صاحب ناظم دوم، حافظ حسین احمد ناظم نشر و اشاعت حاجی محمد لیسین صاحب سالار۔

پروگرام کے مطابق مستونگ پہونچا۔ یہاں پر جمعیۃ کے اراکین جمع تھے مختصر خطاب ہوا۔ پروگرام بتایا گیا۔ چونکہ آگے قلات ضلعی ہیڈ کوارٹر جانا تھا۔ لہذا بعد از ظہر یہاں سے صوبائی وفد بمعیت مولانا سید صدیق شاہ صاحب منظلہ قلات پہونچا۔

قلات میں حسب سابق جماعتی کارکنوں کا اجلاس ترتیب دیا گیا۔ اس سے قبل عوام سے کچھ خطاب کیا گیا۔ قلات کی ضلعی جمعیۃ نے وعدہ کیا کہ ہم ۲۵ فروری ۷۸ء کو عاملہ کا اجلاس طلب کریں گے جس میں پورے ضلع کے تفصیلی دورہ کی ترتیب دی جائے گی۔ یکم مارچ سے ۲۰ مارچ تک ضلعی مجلس عاملہ پورے ضلع کا دورہ کرے گی، تحصیل، سب تحصیل اور قصبات و دیہات میں جا کر مقامی مجلس عاملہ پر مشتمل وفود تشکیل دیئے جائیں گے۔ جو اپنے اپنے علاقوں کا تفصیلی دورہ کریں گے اور ہم ۱۵ مارچ تک رپورٹ صوبائی جمعیۃ کو پیش کریں گے۔

۱۴ فروری ۱۹۷۸ء کو قلات کے باشندگان کے مسائل کی فہرست لے کر یہاں سے صوبائی وفد مکران کے دورے پر روانہ ہوا۔ صبح سویرے یہاں سے نکل کر شام کی نماز کو پنجگور پہونچا۔ راستے میں بلسیمہ میں تھوڑا سا وقفہ کیا، پنج گور میں اراکین ضلعی جمعیت پنج گور کا اجلاس ہوا۔ وہاں کارروائی ہوئی پروگرام سنایا گیا۔ مولانا رحمت اللہ صاحب جو یہاں کے معتمد عالم دین نے بمعہ حاضرین یہ پیش کش کی کہ بعض دیگر حضرات بھی ہیں جن کو اجلاس میں موجود ہونا چاہیے۔ لہٰذا ہم اپنے طور پر دوسرا اجلاس دس بیس دن کے اندر بلا کر اپنی مجلس عاملہ اس وقت منتخب کر دیں گے اور طریق کار وضع کر کے پھر صوبے کو رپورٹ پیش کریں گے۔ دو راتیں پنج گور میں گذار کر صبح یہاں سے صوبائی وفد ضلع تربت کو روانہ ہو گیا۔

۱۵ فروری ۱۹۷۸ء ایک دن مزید پنج گور میں گذارنے کے بعد ۱۵ فروری کو ضلع تربت کے ایک مقام بلیدہ کی طرف صوبائی وفد روانہ ہو گیا۔ جو پنجگور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ تقریباً ۲ بجے وہاں پہونچ گئے۔ یہاں پر قیام حاجی جان محمد صاحب کے ہاں کیا۔

نوے سالہ بزرگ مولانا نور محمد صاحب مدظلہٗ جو انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے تلمیذ ہیں ان کی زیارت ہوئی۔ شام کے بعد معززین شہر کا اجتماع ہوا اور تقریریں ہوئیں۔ مقصدِ آمد بتایا گیا۔

یہاں بلیدہ میں بھی مقامی حضرات میں بعض افراد کی غیر حاضری کی وجہ سے سردست تشکیل نہ ہو سکی۔ البتہ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم تقریباً ۲۰ فروری تک تربت کے علماء کرام سے مل کر اپنی تنظیم بنا کر اپنی کارکردگی کی رپورٹ ۱۵ یوم کے اندر اندر صوبائی جمعیتہ کو بھیجتے رہیں گے۔

۱۶ / فروری ۱۹۷۸ء صبح ۸ بجے بلیدہ سے رخصت ہو کر صوبائی وفد تربت کو روانہ ہو گیا جو یہاں سے ۴۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ تربت پہونچ کر مولانا محمد حیات صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند مولانا عبد الحق صاحب کے ہاں قیام رہا۔ آپ نے بھی وہی وعدہ بلیدہ کو دھرایا کہ ہم نے ۲۰ / فروری کو اپنا اجلاس مشتمل بہ علماء دین وغیرہ بلایا ہے۔ آخری فیصلہ تشکیل وغیرہ پروگرام اس اجلاس میں انشاء اللہ ہو جائے گا اور اپنی طرف سے جمعیتہ علماء اسلام پر اعتماد کا اظہار فرمایا، بلکہ ہمارے ساتھ سفر میں بھی شریک ہونے پر آمادہ ہوئے۔

چنانچہ ظہر کے بعد اسی دن ۱۶ فروری کو صوبائی وفد تربت سے پسنی روانہ ہوا۔ جو ضلع گوادر سے متعلق ہے۔ نماز مغرب کے بعد وفد پسنی پہونچ گیا شام کو وہاں پھر میٹنگ ہوئی۔ رات یہاں پر قیام کیا صبح کے لیے عازم گوادر ہوئے۔

۱۷ فروری آج چونکہ جمعہ کا دن تھا اور پروگرام کے مطابق وفد نے گوادر پہونچنا ہے۔ اس لیے پسنی والے حضرات کے مطالبے پر مولانا عبد الغفور صاحب سرپرست اور مولانا محمد خان صاحب نائب امیر کو یہاں جمعہ پڑھانے اور خطاب فرمانے کے لیے پسنی میں چھوڑ دیا گیا۔ اور باقی وفد گوادر کو روانہ ہو گیا جو پسنی سے تقریباً ۹۵ میل پر واقع ہے۔ وہاں عین نماز کے وقت وفد پہونچ گیا۔ اور مولانا عبد الغفور صاحب مولانا محمد خان صاحب نے پسنی میں جمعہ پڑھا کر بذریعہ طیارہ گوادر پہونچ گئے۔ گوادر میں قیام جناب حاجی غلام رسول صاحب کے ہاں رہا۔ بعد از نماز عشاء حاجی صاحب کے مکان پر کارکنان جمعیتہ کا اجلاس منعقد ہوا وہاں جمعیتہ کی ضلعی تشکیل عمل میں آئی اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ وہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ ۲۷ فروری تک صوبائی جمعیتہ کو بھیج دیں گے۔ صبح کو وفد یہاں سے واپس براستہ تربت روانہ ہوا۔

۱۸ / فروری ۱۹۷۸ء وفد گوادر سے تربت کو روانہ ہوا۔ تربت یہاں سے ایک سو اسی (۱۸۰) میل ہے۔ سفر میں وفد کے ساتھ پسنی سے قاضی عبد القادر صاحب اور مولانا عبد الحق تربت والے بھی ہیں۔ لق و دق صحرا کاٹتا ہوا صوبائی وفد تقریباً ۴ بجے عصر کو تربت پہونچ گیا۔

دار العلوم تربت میں نزول اور ہو ضع آبسر تربت میں رات کا قیام رہا۔ یہاں پر چونکہ مولانا عبد الحق صاحب نے ۲۰ تاریخ فروری ۱۹۷۸ء کو اپنا مقامی اجلاس بغرض تشکیل دور دراز اطراف سے بلا لیا تھا، اس لیے وفد صبح یہاں سے چل پڑا۔

خیال تھا کہ ۱۹ فروری کو سویرے پانچ بجے روانہ ہو جائیں گے۔ کیوں کہ آج ہی لسبیلہ کا پروگرام ہے جو ۴۲۰ میل کے فاصلے پر تربت سے واقع ہے۔ مگر افسوس کہ گاڑی خراب ہو جاتے اور کچھ ڈرائیور کے انکار کی وجہ سے تقریباً ۶½ بجے صبح یہاں سے قافلہ چل سکا۔ اور ظہر کو آواران کے قریب گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے ۲۴ گھنٹے تک آواران میں رکنا پڑا۔ نہ صرف لس بیلہ کا پروگرام ملتوی ہو گیا، بلکہ خضدار بھی مقررہ تاریخ ۲۰ فروری کو نہ پہونچ سکے۔ بلکہ ۲۰ فروری کو بوقت عصر آواران سے روانہ ہو کر شام مشکے پہونچ گئے۔

۲۱ / فروری ۱۹۷۸ء مشکے سے ۸ بجے قافلہ روانہ ہو گیا اور ۱۲ بجے خضدار پہونچا۔ یہاں پر کچھ مندوبین ایک دن کے انتظار کے بعد منتشر ہو گئے تھے باقی ماندہ کا اجلاس ہو گیا۔ ان کو پروگرام دیا گیا تقریریں ہوئیں۔

ضلع خضدار کا ضلعی امیر مولانا قمر الدین صاحب کسی مریض کے سلسلے میں تشریف لے گئے تھے اس لیے ضلعی جمعیتہ نے وعدہ کیا کہ یکم مارچ کو ہم اپنی مجلس عاملہ بلائیں گے۔ اور مکمل دورے کا پروگرام طے کریں گے جن مقامات پر تشکیل نہیں ہوئی ہے وہاں پر تنظیمیں قائم کریں گے اور کارکردگی کی رپورٹ صوبائی جمعیتہ کو دے دیں گے۔ رابطہ کے لیے دو تین حضرات منتخب کر لیے گئے

۲۱ فروری ۱۹۷۸ء شام کی نماز کے بعد وفد کوئٹہ کو روانہ ہو گیا اور رات ۲ بجے کوئٹہ پہونچا۔

۲۲ فروری ۱۹۷۸ء صوبائی وفد رات ۲ بجے کوئٹہ پہونچا تھا لیکن چونکہ آج بمورخہ ۲۲ ڈھاڈر اور سبّی والوں کو پروگرام دیا گیا ہے۔ اس لیے مجبور ہو کر گیارہ بجے وفد روانہ ڈھاڈر ہو گیا۔ ڈھاڈر میں مختصر قیام ہوا اس لیے کہ مندوبین گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد منتشر ہو گئے تھے۔ ویسے بھی ڈھاڈر کا صدر مقام بھاگ ہے جس کا پروگرام بمورخہ ۲۳ فروری کو الگ رکھا۔

یہاں سے رخصت ہو کر وفد سبی پہونچ گیا۔ وہاں پہونچ کر شام کی نماز کے بعد جمعیتہ کا تنظیمی اجلاس منعقد ہوا۔ مولانا جان محمد صاحب، میر محبت خان اور دوسرے علماء و اراکین جمعیت نے شرکت کی۔ رات وہاں قیام رہا۔

ضلعی جمعیتہ سبّی نے تین وفود ضلع کے بنائے

۱۔ تحصیل سبی کی مزید تشکیل دہی اور ممبر سازی کے

کے لیے حاجی محبت خان، ملک دلاور خان صاحب مولانا نظام الدین صاحب پر مشتمل۔

۲۔ تحصیل برنائی کے لیے مولانا عبدالقدوس صاحب، مولانا نور محمد صاحب، مولوی محمد عمر جان مولانا محمد دین صاحب۔

۳ تحصیل زیارت کے لیے مولانا جان محمد صاحب مولانا نیاز محمد صاحب، حافظ نور محمد صاحب مولانا عبدالعلی صاحب

ہر سہ فریق فوری طور پر سرگرمی سے دوروں کا پروگرام بنائیں گے اور صوبائی جمعیۃ کو اپنی رپورٹ ہر پندرہ روز بعد پیش کریں گے۔

ضلعی جمعیۃ نے کچھ مقامی مسائل بھی پلیش کیے۔

۲۳ر فروری ۱۹۷۸ء پروگرام کے مطابق سبی میں رات گذارنے کے بعد صوبائی وفد آج سبی سے براستہ بیل پٹ، بھاگ پہونچ گیا جو تقریباً ۵۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں پر جامعہ مدنیہ بھاگ میں مولانا امام الدین شاہ صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ وفد کی ضیافت قاضی عبدالحمید صاحب (قاضی بھاگ) نے کی تھی۔

ظہر کے بعد ایک استقبالیہ دیا گیا تھا، جس میں شہر کے مختلف لوگوں نے شرکت کی۔ اس کے بعد کارکنان جمعیت کا اجلاس ہوا۔ آمد وفد کا مقصد بتایا گیا۔ تقاریر و خطابات ہوئے پروگرام دیا گیا۔

ضلعی جمعیۃ بھاگ نے بھی وعدہ کیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اپنا اجلاس بلاکر ضلع بھر کا تفصیلی دورہ رکھیں گے اور کارکردگی کی رپورٹ صوبائی جمعیۃ کو بھیجتے رہیں گے۔ کچھ مقامی مسائل بھی سپاسنامہ کی شکل میں پلیش کیے گئے۔

تقریباً ۵ ۱/۲ بجے عصر کو صوبائی وفد یہاں سے رخصت ہوکر شام کے بعد ٹمپل ڈیرہ پہونچ گیا۔ وہاں رات مولانا احسان اللہ صاحب کے مدرسہ احسانیہ میں قیام رہا۔ صبح کو جمعیۃ کے بعض حضرات جو وہاں ملے ان کو پروگرام سے مطلع کیا گیا۔

۲۴ فروری ۱۹۷۸ء آج وفد ٹمپل ڈیرہ سے رخصت ہوکر براستہ جھٹ پٹ عازم استا محمد ہوگیا۔

درمیان میں گذشتہ دنوں کے ہولناک تصادم میں جو زمیندار اور مزارعوں کے درمیان ہوا تھا جمعیۃ علماء اسلام کے تقریباً ۵ آدمی مارے گئے تھے۔ صوبائی وفد ان کی تعزیت کے لیے ان کے ہاں بھی گیا اور حالات معلوم کیے۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد وہاں سے رخصت ہوکر تقریباً ساڑھے بارہ بجے استا محمد پہونچ گئے یہاں پر مشہور عالم دین قاضی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کی اور ان کے صاحبزادہ قاضی زادہ عبدالجلیل صاحب کے ساتھ رہے۔ شام کو کارکنانِ جمعیت کا اجلاس ہوا۔

نصیر آباد کی ضلعی جمعیت کی مجلس شوریٰ جمع تھی وہاں پر خطابات ہوئے اور پروگرام سنایا، چنانچہ ضلعی جمعیت نصیر آباد نے دوروں کا پروگرام رکھا۔ چار ٹیمیں بنائی گئیں۔

۱۔ مولانا عبدالوہاب صاحب، عبدالرحمن صاحب مولانا جان محمد صاحب جو ۲۷ فروری سے استا محمد کا دورہ شروع کریں گے۔

۲۔ مولانا شفیع محمد صاحب، مولانا رحیم بخش صاحب جو یکم مارچ سے ۱۹۷۸ء سے تحصیل جھٹ پٹ کا تنظیمی دورہ شروع کریں گے

۳۔ مولانا احسان اللہ صاحب، میر علی محمد صاحب مولانا عبدالغنی صاحب، ڈاکٹر محمد حیات صاحب جو تحصیل ٹمپل ڈیرہ کا مفصل دورہ شروع کریں گے ۲۷ر فروری سے۔

۴۔ مولانا حضور بخش صاحب، مولانا غلام رسول صاحب مولانا در محمد صاحب، مولانا عبدالرزاق صاحب جو ۲۸ فروری سے تحصیل تمبو کا دورہ شروع کریں گے۔ صوبائی جمعیت کو برابر رپورٹ کارگذاری پلیش کی جاتی رہے گی۔ رابطہ ذمہ دار مولانا حضور بخش مولانا احسان اللہ صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب بنائے گئے جو جواب دہ ہوں گے۔

۲۵ فروری کو وفد یہاں سے رخصت ہوگیا

۲۵ر فروری ۱۹۷۸ء صوبائی وفد استا محمد سے رخصت ہوکر جھٹ پٹ کے مدارس اور مہتمم صاحبان کے درمیان جو قدرے رنجش تھی اس کے تصفیہ اور مفاہمت کے سلسلے میں قدرے مدرسہ ہاشمیہ دارالقرآن میں اور کسی قدر مدرسہ قادریہ جھٹ پٹ میں رہ کر ان کے درمیان افہام و تفہیم کرکے جمعیت کے کام پر مولانا محمد ہاشم صاحب اور مولانا محمد شفیع صاحب کو آمادہ کیا گیا۔ ان سے رخصت ہوکر وفد بالان شاخ پہونچا جو ٹمپل ڈیرہ سے بھی تقریباً ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں کے معزز زمیندار حاجی محمد رحیم صاحب اور ان کے صاحب زادے میر علی محمد صاحب کی دعوت پر وہاں مختلف قبائل کے وفود سے ملاقاتیں ہوئیں اور جمعیۃ کے سلسلے میں ان سے وعدے لیے گئے۔ بعد از نماز مغرب وہاں پر جلسہ سیرت منعقد ہوا جس میں مختلف حضرات نے خطاب فرمایا۔ صبح کو وہاں پر مقامی جمعیۃ کی تشکیل کی گئی۔ اور ضلعی جمعیۃ سے مقامی جمعیۃ کا رابطہ کرایا گیا۔

۲۶ فروری کو صبح ۸ بجے بالان شاخ سے صوبائی وفد رخصت ہوکر ٹمپل ڈیرہ میں مدرسہ احسانیہ میں قدرے توقف کے بعد سبی آیا۔ یہاں پر جناب حاجی میر محمد صاحب (جو ایک درویش صفت بزرگ ہیں) کی زیارت کے لیے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ان کی رہائش گاہ پر رہا۔ ظہر کو یہاں سے رخصت ہوکر ڈھاڈر سے ہوتا ہوا تقریباً ۶ بجے عصر واپس کوئٹہ پہونچ گیا۔ ۲۷ فروری کو کوئٹہ میں وقفہ کے بعد ۲۸ کو ضلعی جمعیۃ کوئٹہ کا تنظیمی اجلاس کرایا گیا۔

۲۸ فروری ۱۹۷۸ء پروگرام کے مطابق ضلعی علماء اسلام کوئٹہ بلوچستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس مدرسہ تجوید القرآن میں منعقد کیا گیا۔ جس میں صوبائی ارکان نے تقاریر و خطابات کیے اور پروگرام پیش کیا

کوئٹہ کی ضلعی جمعیۃ نے ۹ر مارچ ۷۸ء کے لیے مجلس شوریٰ کا اجلاس بلانے اور مفصل دوروں کا پروگرام بنانے کے لیے دعوت نامے بھیج دیئے۔ اور وعدہ کیا کہ ۹ مارچ کے اجلاس میں رکنیت سازی وغیرہ کے لیے مفصل ضلعی دوروں کا پروگرام اور وفود بھیجنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور کارکردگی کی رپورٹ صوبائی جمعیۃ کو دی جائے گی۔ ذمہ داری کے طور پر مولانا عبدالستار شاہ صاحب اور مولانا غلام سرور صاحب ناظم اعلیٰ کے نام پیش کیے گئے۔

اس طرح صوبائی جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کا فیصلہ کردہ پروگرام ۵ فروری ۱۹۷۸ء سے ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء تک بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا

جس کے بعد

یکم مارچ ۱۹۷۸ء کو اچانک تمام سیاسی سرگرمیوں پر ہر قسم کی پابندی عاید کردی گئی

محمد زمان خان اچکزئی۔

جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر

خاصانِ خدا کی زندگی کی ایک جھلک



اسلام کے عہد اول میں تو ایمانی قوت، اسلامی حرارت، دین داری و پاکبازی، صفائی باطن، پاکیزگی روح اور زہد و ریاضت کی اس قسم کی ایک نہیں، سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں بسہولت مل سکتی ہیں کہ وہ زمانہ زمانۂ نبوت سے متصل و ملحق تھا اور نبوت کے ظاہری و باطنی اثرات دنیا کے ہر حصہ پر کم و بیش طاری و ساری تھے۔ قرآن کی تعلیمات اور رسول خدا کا اسوۂ حسنہ امت کا نصب العین حیات اور ان کی زندگی کا رہبر و رہنما تھے، ایک ہی جذبہ تھا جو سب کے دلوں میں شعلہ زن تھا۔ ایک ہی خیال تھا جو ساری امت کی دماغ کی بلندی پر جاگزین تھا اور ایک ہی طریقہ، ایک ہی انداز اور ایک ہی رفتار تھی جسے ہر مرد مومن نے ارادے کی مضبوطی اور عزم کی بلندی کے ساتھ اختیار کر رکھا تھا لیکن اس دورِ پرفتن میں جب مذہبی قوت کی ہر ایک صورت و سیرت مبہم اور غبار آلود ہوتی جا رہی ہے۔ اور جب انسانی طبائع کی بے راہ روی نے مذہبی قیود سے آزاد ہونے کی ہزار تدبیریں اور ہزار حیلے پیدا کر لیے ہیں اور نفسِ امارہ کی اس بے راہ روی نے خدا کی عبادت و ریاضت اور انسان کے ذاتی اخلاق و اعمال کے ہر فریضہ کو فراموش، ہر ذمہ داری کو سپرد غفلت، ہر احساس کو مردہ و دم زدہ اور ہر خیال کو بھلا اور چھوڑ دیا ہے۔ یہ خدائے ذوالجلال کی بہت بڑی نعمت اور اپنے بندگان بے وقار پر اس کا بہت بڑا انعام ہے کہ ایسے زمانہ اور ایسے حالات میں بھی دنیا نہ بزرگوں سے خالی ہے اور نہ عبادت گذار و زہاد سے محروم۔ اپنے پر راتوں کی نیندیں حرام کر کے خدائے بزرگ و برتر سے راز و نیاز کے مزے لوٹنے والے بھی اس دنیا میں موجود ہیں اور محض رضائے دوست کے لیے اس حیاتِ بے ثبات کی ہر لذت اور ہر راحت سے منہ موڑ کر اپنے روح و جسم کو اس ایک خیال اور اسی ایک کام پر لگا دینے والے بزرگ بھی اس عالم میں تشریف فرما ہیں۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

یہ اگر بزم سے اٹھ جائیں چراغاں نہ رہے
لطف بر لطف نہ رہے کیفِ شبستاں نہ رہے
خون میں جزر و مد جذبۂ پنہاں نہ رہے
نشو و بالیدگیٔ روح کا ساماں نہ رہے
سب درندے نظر آئیں کوئی انساں نہ رہے

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری زمانہ بعید کے کوئی بزرگ نہیں، بلکہ ابھی ۴۰، ۴۵ برس پیشتر کے اولیائے کبار میں سے ہیں، ایک ولی کامل اور روشن ضمیر و نیک سرشت بزرگ تھے۔ حضرت موصوف قصبہ انبہٹہ ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ دار العلوم دیوبند کے علاوہ بعض اور مدارس سے بھی آپ کا درس و تدریس میں تعلق رہا ہے، لیکن آپ نے اپنے وقت کا زیادہ حصہ سہارن پور کی عربی درس گاہ مظاہر علوم کی خدمتِ تدریس میں صرف کیا ہے۔ آپ قطب عالم، بوحنیفۂ وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور دیوبند کی جماعتِ علما و صلحا کے سرتاج و سردار حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی آپ کا قریبی تعلق تھا، علم نبوت کے بہت بڑے عالم، زاہد، شب زندہ دار متبع سنت، صاحب فیض و کرامت بزرگ، شیخ کامل اور عظیم المرتبت انسان تھے۔ حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد کی آپ نے ایک نہایت بلند پایہ شرح بذل المجہود کے نام سے تحریر فرمائی ہے جو طبقۂ علماء میں مشہور و مقبول ہے۔ شاید ۱۳۴۴ھ میں بزمانہ کبرسنی دلی شوق و رغبت سے موصوف حجاز تشریف لے گئے۔ اور مدینہ میں قیام فرمایا۔ سال سوا سال وہاں بیمار رہے اور ضعف و نقاہت کے باوجود آستانۂ یار کی تقرب و حضوری کی لذت اور خیال دوست میں اشتغال و انہماک کی سعادت پاتے رہے۔ بقول شاعر

فارغ ز خزانے و ہم از باغ و بہارے
مائیم خیال رخ خورشید نگارے

زندگی کے آخری ایام تھے، جسمانی قوتیں انحطاط پذیر اور ضعف و ناتوانی مائل بکمال تھے، مگر یہ چودہ پندرہ مہینے سردار والاتبار کے زیر پا اس لذت و کیفیت کے ساتھ بسر ہوئے کہ سبحان اللہ! دین و دنیا کے سارے جلوے اسی کے روئے پاک کا عکس نظر آتے تھے اور سب نغمے زمزمے، راگ اور راگنیاں اسی کی گفتگو۔

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست
از کجا می آید ایں آواز دوست

اسی کیف و کم کے عالم اور مستی و ہوشیاری کے اسی حال میں ۱۳۴۶ھ ہجری میں وہیں انتقال فرمایا۔ جوار نبویؐ میں اجل نصیب، اور مقام محمدی کے قریب دفن ہونے کی دیرینہ تمنا بر آئی اور خاکِ بطحا نے خندہ روئی کے ساتھ ہندوستان کی اس مقدس امانت کو اپنے پہلو میں جگہ دی ——!!!

مولانا مرحوم کے ایک رفیق حیات اور ثقہ دوست نے "تذکرۃ الخلیل" کے نام سے کئی سو صفحات پر آپ کی سوانح عمری لکھی ہے جو مدت ہوئے میرٹھ سے چھپی اور شائع ہوئی تھی۔ پچھلے رمضان کی بابرکت فرصت میں یہ کتاب زیر مطالعہ تھی کہ یہ ایک مقام نظر میں آیا، بہت تعجب ہوا کہ ایسے جانگسل صدمات اور ہمت شکن حادثات کے موقع پر یاد الٰہی کی یہ توفیق کامل اور شوق عبادت کی یہ فراوانی کس طرح حاصل ہوئی۔ اور کیونکر پائی۔

ساقی ترا مستی میں کیا حال ہوا ہوگا!
جب مے یہ تو نے ظالم شیشے میں بھری ہوگی

زندگی کے عام حالات میں عبادت و ریاضت کے معمولات کو پورا کرتے ہوئے تو بہت سے بزرگوں کو دیکھا ہے، لیکن یہ واقعی بزرگی اور بڑائی کا بہت بڑا

مقام ہے کہ انسان نازک اوقات میں جب قدرت الٰہیہ اس کے صبر وتحمل، اس کی قوت برداشت اور اس کے ذوق عبادت کے امتحان پر آمادہ ہو، جب دور پرے کا کوئی عزیز نہیں، بلکہ خود اپنی محبوب اولاد انتہائی کرب وبے چینی کے عالم میں دم توڑ رہی ہو اور جب عمر بھر کی دولت اور زندگی بھر کا سرمایہ اجل کی دست درازی اور چیرہ دستی سے پامال ہو رہا ہو، انسان فرائض تو فرائض، سنن ونوافل اور مستحبات سے بھی غافل نہ ہو اور کوئی مصیبت نہ ہو تو جو دم بھر کے لیے اس کے ذوق وشوق میں خلل انداز نہ ہو سکے۔

مولانا خلیل احمد صاحب کے اس واقعہ نے میرے دل پر عجیب اثر ڈالا اور میرے ضمیر نے مجھے مجبور کیا کہ محض عبرت ونصیحت کی امید پر اسے اپنے اور مسلمان بھائیوں کو بھی سناؤں، کیا تعجب ہے کہ یہ چند سطریں کسی اور کے دل پر اثر کر جائیں اور اسے عبادتِ الٰہی کے اس شوقِ فراواں کا چھوٹے سے چھوٹا کوئی حصہ میسر آجائے۔

صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ:

آپ کی جوان لڑکی ام ہانی مرحومہ تپ دق میں مبتلا ہوئی اور جب اس کی زندگی کی آس نہ رہی تو آپ اسے انبیٹھہ لے گئے۔ قبل رمضان مدرسہ کی چھٹیوں میں آپ وطن آئے تو اس کا پیمانۂ حیات لبریز ہوا۔ مرحومہ کی زندگی کی آخری رات آئی تو اس نے بھی محسوس کر لیا کہ اب دن کی دھوپ اور شب کی چھاؤں دیکھنا نصیب میں نہیں رہا اس لیے مرحومہ نے باپ سے خواہش کی کہ ابا! آج آخری تکلیف اور اٹھا لو اور یہ شب میرے پاس بیٹھ کر گذار لو تاکہ تمہارا چہرہ دیکھتی ہوئی رخصت ہو جاؤں۔ مرحومہ کا مرحوم شوہر مجنون ہو چکا ہے اور اس کے بقید حیات ہوتے ہوتے مرجانے سے اس مرحومہ کے قلب پر ایسا صدمہ بیٹھا تھا کہ بظاہر یہی اس کے تپ کہنہ میں مبتلا ہونے کا سبب بنا تھا۔ اس لیے حضرت کو اس لخت جگر کے ساتھ محبت بھی زیادہ تھی۔ آپ کئی راتیں اس کی تیمارداری میں گذار چکے تھے جن میں سونا بھی برائے نام ملا تھا اور یہ تو فیصلہ کن شب تھی جس کے متعلق حضرت بھی سمجھ چکے تھے کہ کل کا دن نورِ نظر کو مٹی میں چھپانے اور کفن دفن میں مشغول ہونے کا ہے۔ اس لیے ماں باپ دونوں اس کے پاس بیٹھ گئے نصف شب گذری تھی کہ نفس میں تغیر پیدا ہوگیا اور سکرات شروع ہوگئی۔ رات کا سناٹا تھا حضرت کے لیے جانگداز نظارہ تھا۔ یٰسین شریف پڑھتے تھے اور بیٹی پر دم کرتے جاتے تھے۔ اس حسرت ناک منظر میں وہ وقت بھی آگیا جس میں حضرت کا اپنے مولیٰ کے سامنے حاضری دینے اور اس کے کلام پاک کے تین جزو سنانے کا معمول تھا۔ اس لیے آپ بیوی سے کہ کر کہ تم ام ہانی کے سانس دیکھتے رہو اور میں چند بھی نفلیں پڑھ لوں، اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اس شغل میں لگ گئے جس کے پچاس سال سے وہ عادی تھے۔ اس حالت میں بھی آپ کلام پاک کی محافظت کی عادت مستمرہ سے غافل نہ ہوتے اور وہی تعداد پوری فرمائی جس کے وہ عادی تھے۔ ہاں ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور اہل سے پوچھتے کہ کیا حال ہے اور جب یہ جواب سنتے کہ ابھی سانس باقی ہیں تو پھر نیت باندھ لیتے اور تلاوت شروع فرما دیتے، آخر ادھر آپ کا معمول ختم ہوا اور ادھر مرحومہ کے سانس ختم ہوگئے سلام پھیرنے پر جب آپ نے پوچھا کہ کیا حال ہے تو جواب ملا کہ رخصت ہوگئی اور اللہ کو پیاری ہوگئی۔ تب آپ انا اللہ پڑھ کر میت پر آبیٹھے اور اہلیہ سے فرمایا کہ ابھی تو وقت باقی ہے، اگر نفلیں پڑھنا ہوں تو پڑھ لو۔ ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند
فرزند وعیال وخانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہاں را بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

بندہ محض عبادت ہی کے خیال سے گھر سے نکلا تھا۔ مگر جب عصر کے وقت انبیٹھہ پہونچا تو معلوم ہوا کہ مرحومہ آخر شب میں رخصت ہوئیں۔ اور حضرت اس کو دفن فرما کر ابھی واپس ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے، چنانچہ بندہ مسجد میں حاضر ہو کر حضرت سے ملا تو نہ حضرت کے چہرہ پر حزن کا کوئی خاص اثر نمایاں تھا اور نہ شب بیداری اور تعب یوم کا کوئی اضمحلال، حسب عادت شریفہ مسکرا کر چھاتی سے لگا لیا اور خندہ روئی سے باتیں کرنے لگے۔ اسی طرح آپ کا اکلوتا بیٹا حافظ ابراہیم مرحوم جب مرض الموت میں مبتلا ہو کر سہارن پور آیا تو اس کو کوئی ایسی اندرونی تکلیف تھی کہ جس کے سبب وہ لیٹ نہ سکتا تھا۔ سات راتیں متواتر حضرت پر ایسی گذریں کہ دن بھر مدرسہ کے مشاغل سے فارغ ہو کر جب گھر میں جاتے تو پیچھے بیٹھ کر اپنا سینہ مریض کا تکیہ بناتے اور اس کی چھاتی کو اپنے سینے سے لگا کر بیٹھ جاتے۔ ماں سے جس نے دن بھر کا تعب اٹھایا تھا فرماتے کہ جاؤ چارپائی پر ذرا کمر سیدھی کر لو چنانچہ وہ لیٹ رہتیں مگر نیند کس کو آتی اور پھر نصف شب گذار کر وہ آجاتیں اور حضرت سے کہتیں کہ دن بھر کے تھکے ہوئے ہو ذرا آرام کر لو، چنانچہ وہ بیمار کو سہارا لگا کر بیٹھ جاتیں اور حضرت چارپائی پر لیٹ جاتے اس حالت میں بھی حضرت کا تہجد اور تلاوتِ طویلہ کا معمول کبھی نہ چھوٹتا اور اس وقت میں جب ماں کا نمبر ہوتا تو حضرت اپنے معمول کے مطابق چارپائی سے اٹھ کر اپنے خدا کے سامنے حاضری دیتے۔ اس مرتبہ بھی بخیال عیادت حاضر ہوا تو اسٹیشن پر معلوم ہوا کہ مرحوم دنیا سے رخصت ہو کر آج عصر کے وقت دفن ہوگئے۔

بقیہ صـ ۱۷ پر

مولانا محمد یوسف صاحب قریشی

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرا۔
وداعیًا الی اللہ باذنہٖ وسراجًا منیرا۔ احزاب ۴۶

ترجمہ :۔ اے پیغمبر علیہ السلام بیشک ہم نے تجھ کو بھیجا سنانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا۔

اور ایک دوسرے مقام پر آفتاب کو بھی چراغ کہا گیا ہے :۔

وَجَعل القمر فیھن نورًا وّجعل الشمس
سراجًا ۱۶

اور رکھا چاند ان میں اجالا اور رکھا سورج چراغ جلتا۔

اس مماثلت اور اشتراک تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی دعوت بھی مادی آفتاب کی طرح ایک روحانی سورج ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی اور حرارت بغیر کسی فرق کے نزدیک و بعید، ادنی و اعلیٰ سیاہ و سپید، آباد و غیر آباد ہر چیز کو پہنچتی ہے۔

بعینہ یہی مثال ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ان کے ظہور کے ساتھ دنیا کی ظلمتوں کو شکست ہوئی اور سارے جہان پر رحمت کا سورج طلوع ہوا۔

وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین

اگرچہ آسمان ہدایت پر شریعت الٰہیہ کے لئے روشن ستارے طلوع ہو چکے تھے لیکن ظلمتوں کو زبردست شکست دینے کے لئے ایک ذی شان آفتاب کی ضرورت تھی چنانچہ مشہور روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت مکہ معظمہ میں دونوں جہانوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

جس وقت توحید کا یہ آفتاب طلوع ہوا تو کفر و شرک و تفریق کی ظلمتیں ختم ہونا شروع ہوئیں۔

اور اس کی روشنی ہر ایک کے لئے عام سیاہ و سفید، عرب و عجم کی تمیز نہ تھی۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی ربوبیت کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بھی عام تھی۔ وہ رب العالمین اور اس کی راہ کی طرف بلانے والا رحمت اللعالمین۔ انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہ تھی کہ اس نے خدا فراموشی اختیار کر لی تھی اور اس کی جگہ بت پرستی شرک و ضلالت کے علاوہ وحدت خلافت کے نظریہ کو ٹھکرا کر زمین کے ٹکڑوں اور خاندانوں کی تفریق کی بنیاد پر رشتے قائم کر لئے تھے لیکن ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لوگوں کو دعوت دی کہ وطنی نسلی اور لسانی اختلافات کو یکسر ختم کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے کی بنیاد پر ایک عالمگیر اخوت و محبت کا معاشرہ قائم کریں۔ اور ان کو سمجھایا کہ یہ تعلیمات صرف تعارف کے لئے ہیں۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکرٍ وّانثیٰ و
جعلنکم شعوبًا وّ قبائل لتعارفوا ان اکرمکم
عند اللہ اتقنکم ۔ الحجرات (۱۳)

اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک نر اور مادہ سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبائل تاکہ آپس کی پہچان ہو۔ مقرر عزت اللہ کے ہاں اس کو بڑی جو پرہیزگار ہے۔

درحقیقت اسلام کے نزدیک وطن، رنگ و نسل کی بنیاد پر تفریق کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اصلی رشتہ ایک ہے جو انسان کو اپنے رب کے نزدیک کرتا ہے وہ اپنے پروردگار سے ڈرنا اور اسلامی اخوت کی بنیاد پر ہر قسم کے تفرقوں کو ختم کرنا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

انما المؤمنون اخوۃ

بیشک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ چاہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں رہتے ہوں۔

قرآن حکیم میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔

اِنَّ ھٰذہٖ امتکم امۃً واحدۃ وّانا ربکم
فاتقون۔ (المؤمنین ۵۲)

(بیشک تمہاری جماعت ایک امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ مجھ سے ڈرو)۔

تمام کرہ ارضی ہدایت کے لئے حضور تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہدایت کی محتاج ہے جیسے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے :

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ (آل عمران ۳۱)

"آپ فرما دیجئے اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو نور ہدایت لے کر آئے تھے اس کے سامنے کوئی ظلمت ٹھہر ہی نہیں سکتی اور اس کے علاوہ دنیا میں کوئی ہدایت ہی نہیں۔

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نور ہدایت اور رحمت عامہ کو پھیلانے کے سلسلے میں جو مساعی کی ہیں اور اس راہ میں جو تکالیف برداشت کی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

طائف کے بعض اوباش لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راہ میں جو تکلیفیں دی ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

چچا ابوطالب کے انتقال کے بعد کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ گستاخیاں شروع کر دیں۔ اور ان کی شرارتیں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راستہ میں آپ کے سر پر ان بدمعاشوں نے مٹی ڈال دی جس سے سر مبارک اور محاسن شریف گرد آلود ہو گیا۔

قریش کے بعد دوسرا بڑا دست قبیلہ بنی ثقیف کا طائف میں تھا۔ آپ نے خیال کیا شاید یہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کے دین کی عبادت کریں۔ آپ نے شوال کی ۲۶ یا ۲۷ تاریخ کو بعثت کے دسویں سال زید بن حارثہ کو لے کر طائف کا سفر فرمایا۔ طائف میں بنی ثقیف کے تین اشخاص معزز تھے۔ عبد یالیل، مسعود اور حبیب یہ تینوں بھائی تھے اور عمرو بن عمیر بن عوف کے لڑکے تھے اور ان میں سے ایک کے پاس قریش کے قبیلہ بنی جمح کی عورت بھی تھی۔

آپ ان تینوں سے ملے اور خدا کی طرف اور خدا کے دین کی حمایت کی طرف ان کو دعوت بھی دی مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیا اور نہایت بے رخی اور بد اخلاقی سے پیش آئے بلکہ انہوں نے غلاموں اور لونڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپ کے پیچھے چلانے اور شور مچانے لگے۔ راستہ میں اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مجمع ہو گیا۔ راستہ میں قریش کے دو بھائی عتبہ اور شیبہ کا باغ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں چلے گئے تب یہ مجمع منتشر ہوا۔

اس مجمع نے آپ پر اینٹیں بھی پھینکی تھیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں مبارک زخمی ہو گئیں اور اس سے خون بہا۔ اس باغ میں عتبہ کا غلام عداس نصرانی تھا۔ وہ مسلمان ہوا اور آپ کے سر مبارک اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ عتبہ نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟

عداس نے کہا کہ اس وقت دنیا میں ان سے افضل کوئی شخص نہیں ہے۔ تم ان صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سے واقف نہیں ہو یہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا نبی ہے۔

اس کے بعد ایک اور نہایت مضطربانہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حضور میں کی خدا نے ملک الجبال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ حکم دیجئے تو اخشبین کو جو مکہ کے دو پہاڑ ہیں ٹکرا دوں کہ سارے کفار پس کر رہ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں شاید ان کے اصلاب سے موحد پیدا ہوں جو خدا کی عبادت کریں۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد تیرہ برس مکہ میں رہے۔ تین برس تک تو تبلیغ مخفی طور پر کرتے رہے لیکن اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ تبلیغ شروع کی تو موسم حج کے علاوہ عکاظ، مجنہ، ذی المجاز جہاں کفار جمع ہوتے تھے وہاں جا کر آپ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور اسلام قبول کرنے میں دین و دنیا کے جو فوائد ہیں اس سے مطلع فرماتے۔

ایام حج میں جب قبائل منیٰ میں جمع ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کے پاس جاتے اور ترغیب و ترہیب سے اسلام کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کرتے۔ بسا اوقات ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جاتا اور لوگوں کو منع کرتا کہ ان صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ سنو اور ان کے اشتعال سے اکثر وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچاتے۔ مگر باوجود ان مصائب کے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مایوس ہوتے نہ تبلیغ چھوڑتے بلکہ دعا فرماتے کہ خداوندا یہ بے سمجھ ہیں ان کو راہ راست کی ہدایت فرما

اللھم اھد قومی فانھم
لا یعلمون

بقیہ: زندگی کی ایک جھلک

مدرسہ میں پہونچا تو نماز عشا ہو چکی تھی اور حضرت باجماعت نماز ادا کر کے گھر کو جا چکے تھے اور معلوم ہوا تھا کہ حضرت نے عشا کی نماز کا سلام پھیر کر یہ فرمایا تھا کہ سات شب متواتر جاگنے سے نیند کا اتنا خمار ہے کہ امام کے ساتھ رکوع سجدہ تو کیا، مگر معلوم نہیں کہ نماز ہوئی یا نہیں اور آخری رکعت کی تو مجھے خبر ہی نہیں اور یہ فرما کر گھر تشریف لے گئے اور سو گئے بایں ہمہ آخر شب میں آپ کا معمول ہاتھ سے نہ گیا حسب عادت صبح صادق ہوتے ہی حضرت سنت فجر سے فارغ ہو کر مدرسہ میں آ بیٹھے۔ اندر مجھے دیکھتے ہی جواب سلام کے بعد معانقہ فرما کر سب سے پہلا یہ لفظ فرمایا کہ مجھے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز کیوں نہ دی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت تشریف لے جا چکے تھے اور میں نے سن لیا تھا کہ حضرت پر سات شب متواتر جاگنے کی وجہ سے نیند کا غلبہ زیادہ ہے۔ اس حالت میں حضرت کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ سمجھی اور لیٹ رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں خمار تو بہت تھا، مگر کیا حرج تھا تیری آواز پر آ جاتا اور پھر سو جاتا۔" (تذکرۃ الخلیل ص ۳۰)

اس میں کیا شک ہے کہ یہ وہ بندگان الٰہی تھے جن کی روح لقائے رب کے لیے بیتاب اور جن کا ضمیر تعلق مع اللہ کے نور سے روشن تھا۔ یہ بڑی ہستیاں تھیں، بڑا ان کا پایہ اور بڑے ان کے کارنامے تھے۔

واہب المعطیات ان بڑوں اور بزرگوں کو آخرت کی ساری نعمتیں عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کی پیروی کی توفیق بخشے۔

بشکریہ
دار العلوم
بھارت

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ادارہ)

خالد محمود صدیقی اکوڑہ خٹک

آدمی کی عقل اور بصیرت کے کارنامے

اقسام ادراک :-

بنی نوع انسان کو قدرت کی جانب سے جو ادراک ودیعت کیا گیا ہے وہ دو قسم کے ہیں :

۱۔ مادی اور

۲۔ روحانی

آسانی کے لیے ایک کو "عقل" کہہ دیجئے اور دوسرے کو "بصیرت" ان دونوں کا منبع علیحدہ علیحدہ ہے۔ عقل کا منبع 'دماغ' اور بصیرت کا منبع انسان کا 'قلب'۔ دماغ میں صرف مادی شعور ہے یعنی (الف - ب - ج) یا (۱،۲،۳) سمجھنے والا شعور قلب میں صرف "روحانی شعور ہے یعنی سچ و جھوٹ یا نیکی و بدی میں تمیز کرنے والا شعور۔ انسان کا دماغ دنیا کے موجودہ کتابی علوم سے نشوونما پاتا ہے۔ اس سے انسان میں "قابلیت" پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ آسانی کے ساتھ خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس "قلب" صرف خدا پر ایمان اور اعمال صالح سے نشوونما پاتا ہے۔ اس سے بصیرت پیدا ہوتی ہے جس سے انسان تمام معاملات کے حسن و قبح کو پرکھ سکتا ہے دوسروں کے ساتھ عدل و انصاف کر سکتا ہے۔ دوسرے شخص کے نقطۂ نگاہ کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ گویا "بصیرت" کا کتابی علوم سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا آج کل کے علوم سے "لیاقت" تو پیدا ہوتی ہے جس سے انسان ہر قسم کی بحث کر سکتا ہے لیکن بصیرت پیدا نہیں ہوتی۔ "لیاقت" کی معراج "عقل" ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کل انسان نہ صرف مٹی کے چراغ سے بجلی تک پہنچ گیا ہے بلکہ چاند پر بھی چھلانگیں لگا رہا ہے۔ بصیرت کی معراج "خدا کی معرفت" ہے اس کی سنت یہ ہے کہ انسان زمین پر بیٹھے بیٹھے چاند کو شق کرے۔

دماغ کی دُنیا :

سائنس کی روشنی میں دماغ کی دنیا یعنی "عقل" یہ کہتی ہے کہ جناب چاند نور کے کسی پتلے کی بجائے کچھ چیچک زدہ سا نظر آتا ہے۔ اسی نظریہ کی رو سے اگر پہلے زمانہ میں "چاند سا مکھڑا" کسی کے حسن کی انتہا ہے اب یہ گالی نہیں تو کیا ہے — آیئے اب ہم یہ دیکھیں کہ "بصیرت" اس مسئلہ کے متعلق کیا کہتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک چھوٹی سی مثال کافی ہے۔

جب کوئی مصور قد آدم سے بھی چار پانچ گنا زیادہ بڑی تصویر بنا دیتا ہے تو ایک انسان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ اس تصویر کے بالکل قریب جا کر اس کی طرف نہ گھورے اور مصور کے نقص نکالنے نہ شروع کرے، بلکہ تصویر سے پچاس یا سو گز دور فاصلہ پر جا کر اسے دیکھے۔ جب وہ اس مقام سے اسے دیکھے گا تو عش عش کر اٹھے گا کہ مصور نے اپنے فن کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جب کوئی صاحب "بصیرت" اس تصویر کو بالکل قریب سے دیکھے گا تو وہ مصور کا نقص نہیں نکالے گا کہ اس نے اپنے برش کو نہایت بھدے طریقہ سے استعمال کیا ہے بلکہ وہ اس بات کی داد دے گا کہ جس فاصلہ پر تصویر دیکھنا مناسب ہے اس طرح برش کا بھدے طریقہ سے استعمال مصور کا کتنا بڑا کمال ہے۔

اس بات سے ثابت ہوا کہ "دماغ کی دنیا" چاند تک چھلانگیں تو لگا سکتی ہیں اور "لیاقت کی دنیا" ان چھلانگوں سے مرعوب بھی ہو سکتی ہے، لیکن اس نکتہ کو نہیں سمجھا گیا کہ قدرت نے محض تو وہ رواں بنا کر اس صحراؤں میں پھیلا کر اور اس میں چیچک نما داغ لگا کر کمال یہ کیا ہے کہ اس تصور کی دنیا کو اجاڑنے والے شاہکار کو زمین سے دیکھا جائے تو وہ "ماہتاب" اور "ماہ پیکر" بقعہ نور بن جاتا ہے۔

اب یہ شاہکار "سنہوار" ہے اس کا صحیح حل بصیرت ہی ہے۔ یہاں عقل عاجز ہے۔ اس مقام پر اس نکتہ کو واضح کر دینا بھی لازمی ہے کہ موجودہ سائنس کی دنیا "قلب کو صرف خون کے دوران آلہ سمجھتی ہے اور بس یہی اس کی ابتدائی غلطی اور بھول ہے

قلبی کیفیات :-

"قلب" کی بھی دراصل دو کیفیات ہیں۔ ایک 'مادی' اور دوسری 'روحانی' ہے۔ کیفیت کے لحاظ سے قلب خون کے دوران کا آلہ ہے لیکن روحانی کیفیت کے لحاظ سے وہ "روح" کا صدر مقام ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ گو "روح" انسان کے تمام جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے اسکا صدر مقام قلب ہی ہے۔

اس ضمن میں مندرجہ ذیل تین نکات کو ذہن نشین کرنا ضروری ہوگا۔

۱۔ جب ایک انسان دیکھتا یا سنتا ہے تو حقیقت میں یہ انسان کی 'روح' ہی ہے جو دیکھتی اور سنتی ہے کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو آنکھ اور کان ہونے کے باوجود نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے کیونکہ اس سے روح چلی گئی ہے۔

۲۔ اسی طرح جب ایک انسان کے قلب پر گناہوں کی وجہ سے سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں یا نیک اعمال کی وجہ سے روشن نشان پڑتے ہیں تو یہ بھی حقیقت میں روح ہی پر پڑتے ہیں، اسی لئے آجکل کے سائنسدان ان کو دوربینوں کے ذریعہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ سائنس صرف 'مرئی' چیزوں سے متعلق چھان بین کر سکتی ہے۔ "غیر مرئی" چیزیں اس کے عقل سے بالکل باہر ہیں۔ اس کے باوجود کم فہمی اور بے بصیرتی کی وجہ سے وہ تمام "غیر مرئی" چیزوں کا انکار کرتی چلی جاتی ہے۔

۳۔ بالکل اسی طرح خیر و شر میں بھی تمیز صرف انسان کی روح کرتی ہے جسکو عام طور پر ضمیر کے نام سے پکارا جاتا ہے ضمیر کا مقام بھی "قلب" اس لئے کہا جاتا ہے کہ روح کا صدر مقام "قلب" ہے۔ انسان کے "دماغ" میں نہ خیر و شر تمیز کرنے کی اہمیت ہے اور نہ اس میں خوشی و غمی کی کوئی حس ہے بلکہ محض ایک مشین کی طرح جو حساب کے مشکل سے مشکل سوال تو حل کر سکتا ہے لیکن انس و ہمدردی

بقیہ اگلے ماہ

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

اسلام کے مکمل نفاذ تک جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے

قاری نور الحق قریشی

جمعیۃ علماء اسلام ضلع قصور کے زیر اہتمام سیرۃ کانفرنس ۲۰ فروری کو قصور شہر میں منعقد ہوئی صوبائی رہنما پروگرام کے مطابق بارہ بجے دن لاہور سے قصور پہنچے تو جمعیۃ کے اراکین نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔

بعد نماز ظہر قصور شہر کے مشہور سماجی کارکن جناب چوہدری فضل حسین صاحب کے مکان پر معززین شہر کی بڑی تعداد سے جمعیۃ کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ جناب قاری نور الحق قریشی۔ مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری۔ سید امین گیلانی اور جناب جانباز مرزا نے اجتماع میں ملک کے سیاسی اور اقتصادی مسائل پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی اور حاضرین پر زور دیا کہ عوام کو قومی اتحاد کے رہنماؤں پر کامل یقین و اعتماد کے ساتھ نظام اسلام کے مکمل نفاذ تک اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے۔ نیز قومی رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر اتحاد کی فضا کو برقرار رکھ کر عوام کے اعتماد کو بحال رکھیں۔

بعد نماز عصر ضلع بھر سے آئے ہوئے جمعیۃ کے کارکنوں کا تنظیمی اجلاس ہوا۔ شہر قصور اور ضلع کی سطح پر تنظیموں میں معمولی ردوبدل کر کے مندرجہ ذیل اصحاب کو اتفاق رائے سے عہدیدار منتخب کیا گیا

ضلع قصور:

امیر : مولانا محمد شریف صاحب پتوکی۔
نائب امیر : راؤ محمد حسین صاحب ایڈوکیٹ، بھائی پھیرو
ناظم عمومی : محمد قاسم ہمدانی قصور
ناظم ۱ : قاری حبیب اللہ صاحب، قصور
ناظم ۲ : قاری غلام نبی صاحب چونیاں

شہر قصور:

امیر : جناب چوہدری فضل حسین صاحب
نائب امیر : حافظ عبد الغنی صاحب
ناظم عمومی : مولانا محمد حنیف صاحب ایڈوکیٹ

بعد نماز عشاء مسجد گنبد والی کوٹ مراد خان میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا احمد سعید لدھیانوی، مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری اور قاری نور الحق صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایمان افروز تقاریر کیں۔ جلسہ رات ایک بجے دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حیدرآباد:

گذشتہ دنوں چھوٹکی گھٹی چوک شاہی بازار حیدرآباد میں جمعیۃ علماء اسلام حلقہ وارڈ بی سی ای حیدرآباد کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ عام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ اس جلسہ عام کی صدارت حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ممبر اسلامی مشاورتی کونسل نے کی۔ تلاوت کلام پاک حافظ معین الدین ناظم نشریات شاخ ہذا نے کی۔ اس کے بعد شاخ ہذا کی طرف سے خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا جس میں مہمانان کرام کا تعارف کرایا گیا۔ علماء دیوبند کے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا گیا اور موجودہ دور کے حالات اور تقاضوں کی طرف مہمانان کرام کی توجہ مبذول کرائی گئی۔ علماء دیوبند پر طعن و تشنیع کرنے والوں کی مذمت کی گئی اور انہیں اس قبیح حرکت سے باز رہنے کو کہا گیا۔ مہمانان کرام کی تقاریر سے قبل چند قرار دادیں پاس کی گئیں۔

حضرت مولانا عبد الرزاق صاحب عزیز ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ نے اپنی تقریر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف حالات کو بڑے احسن طریقہ پر بیان فرمایا اور اتحاد و اخوت پر روشنی ڈالی۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن مہتمم مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی نے اپنی عالمانہ تقریر میں فرمایا کہ عاشقان رسول اور محب رسول ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ علماء دیوبند سے بڑھ کر کوئی عاشق رسول یا محب رسول نہیں ہے۔ اگر عشق رسالت مآب دیکھنی ہے تو مدینہ کی گلیوں میں دیکھو کہ مولانا قاسم نانوتوی کی جھلک دیکھ کر برہنہ پا ہو جاتے۔

ان کے بعد مولانا محمد تقی عثمانی کی ممبر اسلامی مشاورتی کونسل نے صدارتی تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ اگر محب یا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے دین حنیف پر ثابت قدمی پر عمل کرتے ہوئے چلنا ہوگا اور آخر میں مجاہد تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنیئر نے اپنے خطاب میں آقا کی سیرت اور آپس کے اتحاد پر روشنی ڈالی۔ سید سلیمان گیلانی نے اپنا منظوم کلام پیش کیا

قرار دادیں:

۱. عبوری حکومت کے اسلامی اقدامات و اعلانات کو مستحسن نظر سے دیکھتے ہوئے جلد مکمل نظام شریعت نافذ کرنے کا پر زور مطالبہ کیا گیا۔
۲. حیدرآباد کے شہری ایک طویل عرصے سے پینے کے پانی کے لئے کافی پریشانی اٹھا رہے ہیں اور گھروں میں نلکے ہونے کے باوجود باہر سے پانی بھرنے پر مجبور ہیں۔ یہ ساری محکمہ واٹر سپلائی کی کرم نوازی ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق سے

پر زور مطالبہ کیا گیا کہ وہ از روئے انسانی ہمدردی اس مسئلہ کی طرف فوراً اپنی توجہ مبذول کریں تاکہ یہاں کے شہری کسی لڑائی جھگڑے کے بغیر اپنے فطرتی حق کو حاصل کر سکیں۔

۳۔ شہر کی اکثر سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اکثر عام راستوں پر گندگیوں کے ڈھیر لگے رہتے ہیں لہٰذا اس مسئلہ کی طرف بھی توجہ مرکوز فرمائیں۔

رات ڈیڑھ بجے بخیر و خوبی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مبلغ
مولانا منظور الحق کو صدمہ:

ملتان: جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے مبلغ مولانا منظور الحق رحمانی کا لڑکا عمر دو سال معمولی علالت کے بعد فوت ہو گیا۔

مولانا رحمانی صاحب جمعہ پڑھانے اور جماعتی دورہ پر ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ لواحقین اور رشتہ داروں نے بچے کو دفن کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ایک وفد جس میں قاری نور الحق قریشی۔ مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا عبدالقادر قاسمی حاجی حق نواز امیر جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر، حافظ حبیب الرحمٰن اور شیخ محمد یعقوب نے رحمانی صاحب کے گھر جا کر تعزیت کی اور ان کی خدمات کو سراہا۔

مولانا رحمانی جمعیۃ کے سرگرم فعال اور مخلص مبلغ ہیں جو اپنے کام میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

مجلس انتظامیہ اللہ والی بستی
باواصفرا:

اللہ والی مسجد کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس منعقد ہوا اور درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر	:	مولانا بدرالدین
نائب صدر	:	صوفی تاج دین
جنرل سیکرٹری	:	عیسے خان
سیکرٹری	:	نسیم احمد طاہر
خازن	:	راؤ معشوق علی۔

نیز گیارہ ارکان پر مشتمل مجلس عاملہ بنائی گئی۔

اظہار تشکر:

میرا لڑکا عبدالرحیم عمر ڈیڑھ سال مکان کی چھت پر کھیلتے ہوئے نیچے گرنے سے قضاء الٰہی سے ۷ فروری ۷۸ء کو جھنگ شہر میں انتقال کر گیا۔ سینکڑوں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ خطیب جامع مسجد منشیانوالی نے ادا کی۔ تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ تعزیت کرنے والوں میں خصوصاً مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب، امیدوار صوبائی اسمبلی قومی اتحاد ۱۹۷۷ء جھنگ۔ جناب محمد اقبال شیروانی صاحب جمعیۃ طلباء اسلام۔ حافظ محمد شبیر صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ شہر۔ میں انتقال کے وقت لدھیوالہ وڑائچ، ضلع گوجرانوالہ تھا کہ چچا فقیر محمد صاحب نے صبح سویرے ساڑھے چار بجے آکر اطلاع دی اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں فوراً تیار ہوا۔ ٹھیک بارہ بجے جھنگ شہر مکان پر پہنچ گیا۔ بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا اور تین بجے دوپہر قریبی قبرستان میں دفن کر دیا۔ بندہ تعزیت کرنے والوں کا شکر گزار ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد انور جھنگ شہر

تعزیتی بیان:

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر، حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدنی نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام جھنگ، حضرت حافظ سعید احمد صاحب اسعد۔ ناظم عمومی حلقہ بستی اِناولی جھنگ صدر نے اپنے مشترکہ بیان میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد جھنگ صدر اور جمعیت علماء اسلام جھنگ کے عظیم رہنما کی والدہ محترمہ اور سسر محترم کی اچانک وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کی درخواست:

محترم جناب سلطان احمد صاحب لغاری کے صاحبزادے محمد ناصر لغاری ۲۶ فروری رات بارہ بجے قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد اجمل
خاں صاحب کی ہنگو میں آمد

ہنگو۔ ۲۵ فروری کو ہنگو میں سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ ہوا اور اس عظیم الشان جلسہ سے مولانا محمد امیر بجلی گھر نے دن کے اجلاس سے خطاب کیا۔ انہوں نے سیرت النبی پر روشنی ڈالی۔ اس جلسہ سے مولانا قاری اجمل صاحب مرکزی ناظم جمعیۃ علماء اسلام نے بھی خطاب کیا۔ مولانا اجمل صاحب رات مولانا شیخ القرآن غلام اللہ خان کے پاس رہے اور صبح نو بجے راولپنڈی سے ہنگو پہنچے۔ مولانا محمد امیر بجلی گھر حافظ فخر الاسلام سیف الاسلام مولانا محمد رفیق نے حضرت قاری محمد اجمل صاحب کا خیر مقدم کیا۔ حضرت مولانا اجمل صاحب نے انجمن اصلاح المسلمین کے زیر اہتمام جس کے سربراہ حافظ فخر الاسلام ہیں کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت کی۔ حافظ فخر الاسلام سیف الاسلام کے ہمراہ مدرسہ مفتاح العلوم کی نئی عمارت کا معائنہ کیا۔ بعد میں طلباء نے آپ سے ملاقات کی، اور پھر آپ لاہور روانہ ہو گئے۔

سانگھڑ سندھ

گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام سانگھڑ کا اجلاس دفتر جمعیۃ علماء اسلام وارڈ ۵، نورانی مسجد روڈ میں جناب حاجی عبدالمجید وکیل کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے:

امیر	:	حاجی عبدالمجید وکیل صاحب
نائب امیر اول	:	حاکم علی قریشی "
" دوم	:	غلام قادر
جنرل سیکرٹری	:	محمد طفیل صاحب
جوائنٹ "	:	قاری عبدالغفار صاحب
سیکرٹری اطلاعات و نشریات	:	مجاہد محمد سلیم قریشی صاحب
خازن	:	حافظ محمد علی صاحب
سالار	:	جناب حاجی غلام حیدر صاحب

تعلقہ نوشہرو فیروز کا اجلاس:

گذشتہ دنوں نوشہرو فیروز کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا قائم الدین صاحب پڈعیدن اعزاز نگر میں ہوا۔ حضرت مولانا قائم الدین صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں حضرت مفتی صاحب کی دینی اور قومی خدمت پر روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا قائم الدین صاحب کے بعد حضرت مولانا محمد حسن صاحب امیر تعلقہ نوشہرو فیروز نے بھی خطاب کیا اور اپنے تمام ساتھیوں پر زور دیا کہ جب تک ملک میں اسلامی قانون نافذ نہ ہو جائے اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اجلاس کے تمام ساتھیوں نے حلف اُٹھا کر وعدہ کیا کہ مرجائیں گے لیکن جب تک ملک میں اسلامی آئین نافذ نہ ہوگا اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے اس کے بعد حافظ مسعود جنرل سیکرٹری تعلقہ نوشہرو نے بھی خطاب کیا۔

شہداد پور (سندھ)

گذشتہ دنوں مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم میں جمعیت علماء اسلام کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں شہری ساتھیوں نے بہت تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس قرآن پاک کی تلاوت سے شروع ہوا۔ اجلاس میں نائب ناظم حافظ عبدالرحیم صاحب جھنگوی نے خطاب فرمایا اور اس کے بعد جناب مولانا دوست محمد صاحب امیر جمعیت نے خطاب فرمایا اور جمعیۃ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور کارکنوں کو کام کرنے کی ترغیب دی اور جمعیۃ علماء اسلام کا پروگرام گھر گھر پہنچانے پر زور دیا اور تشکیل نو اتفاق رائے سے ہوئی۔

تشکیل نو

امیر : حضرت مولانا دوست محمد صاحب خطیب سنہری مسجد
نائب امیر : حضرت مولانا نور الدین صاحب مہتمم مدرسہ روضۃ العلوم
ناظم اعلیٰ : حاجی محمد صدیق صاحب
نائب ناظم : حافظ عبدالرحیم صاحب جھنگوی ناظم اعلیٰ مدرسہ تحسین القرآن فتح العلوم
خازن : حاجی محمد طفیل صاحب آڑھتی

نشرواشاعت سیکرٹری : مولوی غازی محمد صاحب خطیب ربانی مسجد
سالار اعلیٰ : حافظ محمد جمیل صاحب واچ میکر
نائب سالار : حافظ محمود الحسن صاحب

قراردادیں

۱۔ یہ اجلاس شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ملت کے لئے عظیم نقصان قرار دیتا ہے۔

۲۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی کمر توڑ مہنگائی کا خاتمہ کیا جائے۔

۳۔ یہ اجلاس جمعیۃ کے سالار حافظ محمود الحسن کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور کارکنان جمعیۃ سالار جمعیۃ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اور بعد میں مغفرت کی دعا بھی کی گئی۔

لیاقت پور شہر میں

جمعیۃ علماء اسلام کا قیام:

گذشتہ دنوں مولانا شفیق الرحمن درخواستی نائب امیر ضلعی جمعیۃ اور مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے جماعتی کارکنوں سے خطاب کیا اور مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا:۔

امیر : جناب حاجی محمد شفیع صاحب عرف کالے خان
نائب امیر : صوفی شیر محمد
ناظم اعلیٰ : جناب صوفی فیض محمد
نائب ناظم : حافظ ظہیر الحق
خازن : چوہدری محمد سرور
سالار اعلیٰ : ملک احمد دین
نائب سالار : عبدالحمید

اور پندرہ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ بھی تشکیل دی گئی۔

وضاحت:

گذشتہ کارروائی ٹھل حمزہ میں نائب امیر عبداللطیف صاحب کی بجائے کسی اور شخص کا نام غلطی سے تحریر کیا گیا ہے۔ لہذا نائب امیر عبداللطیف صاحب ٹھل حمزہ ہیں۔

تحصیل گڑھی خیرو کا اجلاس:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل گڑھی خیرو کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا مولوی نصر اللہ صاحب سومرانی ہوا۔ اجلاس سے الحاج نبی داد صاحب نے خطاب فرمایا۔ بعد میں مندرجہ ذیل تحصیل کے انتخابات ہوئے۔

تحصیل گڑھی خیرو:

سرپرست و نگران اعلیٰ : حضرت مولانا مولوی نصر اللہ سومرانی صاحب
امیر : الحاج نبی داد صاحب
نائب امیر ۱ : اللہ بخش صاحب بروہی
" " ۲ : میر اللہ بخش خان صاحب
ناظم عمومی : غلام رسول صاحب بروہی
ناظم : عبدالمجید صاحب آزاد
خازن و نشرواشاعت : محمد عبداللہ العابد سندھی

شہر گڑھی خیرو:

امیر : الحاج عبداللہ صاحب بروہی
نائب امیر : احمد نواز صاحب کھوکھر
ناظم عمومی : غلام حسین صاحب
ناظم : حاجی غلام نبی بروہی
خازن و نشرواشاعت : محمد ابو[illegible] خالد سومرانی

آخر میں صدر اجلاس نے خطبہ صدارت دیا۔

قاتلانہ حملہ کی مذمت:

جمعیۃ علماء اسلام پاک پتن کے جنرل سیکرٹری قاضی خالد محمود ایڈووکیٹ و جوائنٹ سیکرٹری امام علی شاہ لقبتہ نے مشترکہ بیان میں جمعیۃ علماء اسلام پاکپتن کے ناظم اعلیٰ سردار محمد مجاہد پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے اور عبوری حکومت سے اپیل کی ہے کہ پاکپتن میں غنڈہ

عناصر کی بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کو ختم کرنے کے لئے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور غنڈہ عناصر کا فوری محاسبہ کیا جاوے۔

صوبائی رہنما جہلم میں:

جہلم: گذشتہ دنوں قاری نورالحق ایڈووکیٹ ناظم عمومی صوبہ پنجاب، مولانا احمد سعید لدھیانوی اور جانباز مرزا صاحب پروگرام کے مطابق جہلم تشریف لائے۔ دوپہر بار ایسوسی ایشن جہلم سے خطاب کیا۔ انہوں نے ملک میں نظام شریعت کے مکمل اور عادلانہ نظام کے نفاذ تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے جمعیۃ اور قومی اتحاد کے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ قریہ قریہ بستی بستی پھیل کر لوگوں کو اسلامی نظام کی برکات وفضائل اور ضرورت واہمیت سے روشناس کرائیں۔

اس استقبالیہ سے مولانا گل محمد صاحب توحیدی اور جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع جہلم کے نائب امیر اور صدر استقبالیہ نے بھی خطاب کیا، جبکہ خطبہ استقبالیہ چوہدری فضل الٰہی صاحب تاجپوری صدر قومی اتحاد ضلع جہلم نے پیش فرمایا اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ محمد اکرم زاہد نے سرانجام دیئے۔ قرار دادیں مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکر ضلع جہلم کے مہتمم مولانا مفتی رشید احمد ارشد نے پیش کیں جن میں ۱۳۹۸ھ موافق ۱۹۷۸ء کو نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سال منانے، اور شراب کی دکانیں بھی فی الفور بند کرنے، قتل اغوا کی وارداتوں کی مؤثر روک تھام، جہلم کو فی الفور سوئی گیس دینے، آٹا، چینی کی قلت اور گرانی کے ختم کرنے، گٹا لیاں جکر کو آزاد کشمیر سے ملانے کے لئے پل کی تعمیر، کالونی ع۲ سکیم کوٹا لیا نوالہ کی زرعی زمین سے ختم کر کے راٹھیاں بالا یا پیر سلیمان پارس کی زمین میں قائم کی جائے۔ جکر اور علاقائے جکر کو فی الفور بجلی مہیا کرنے، پسوال تا جکر سڑک کی تعمیر، آڑہ گٹا لیاں روڈ کو مرمت کرنے اور اس روڈ پر جی ٹی ایس کی کم از کم دو بسیں تسلسل سے چلانے، جہلم شہر میں صفائی کے انتظام اور جادہ کے قریب فیکٹری ایریا میں گندے پانی کے فوری نکاس اور دیہاتوں کو شہروں کے برابر فوری طور پر آٹا اور چینی مہیا کرنے اور تحصیل پنڈ دادن خان کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر آٹا اور چینی مہیا کرنے اور فوجی مز جہلم کے ورکروں پر بھٹو حکومت کے سیاسی عزائم کے تحت قائم کئے گئے مقدمات کو ختم کرنے اور ان کو فی الفور رہا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

استقبالیہ پانچ بجے ختم ہوا۔ اختتام پر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے نائب امیر مولانا محمد اکرم صاحب کھیوڑہ والوں نے ملک کی سلامتی و یکجہتی، ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ اور جمعیۃ کی ترقی کی دعا فرمائی۔

جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع جہلم نے استقبالیہ میں شریک سینکڑوں جمعیۃ اور قومی اتحاد کے کارکنوں کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت کا انتظام کیا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر ضلع بھر کے سیاسی کارکن اپنے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہو گئے اور جمعیت علماءِ اسلام ضلع جہلم نے دینہ، کالا گوجراں، جہلم اور جکر جو چار سیرت کانفرنسیں رکھی تھیں صوبائی راہنماؤں میں سے صرف دو علماء کے پہنچنے پر عین وقت پر ملتوی کرنا پڑیں اور رات کو صرف دینہ کے پروگرام کو نبٹانے کے لئے یہ راہنما اور کاروان جمعیۃ دینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جمعیۃ کے سرگرم کارکن ٹرک کے حادثہ میں ہلاک:

جمعیۃ علماءِ اسلام حیدرآباد لطیف آباد کے امیر جناب قمرالدین کے بھتیجے اور جمعیۃ کے کارکن جناب حیدر علی کو سلور کاٹن مِل سے آتے ہوئے جوپیٹر مِل کے سامنے ۳۱ جنوری بروز منگل دن کے تین بجے ٹرک نمبر K.C. T ۵۱۷ نے پیچھے سے ٹکر مار کر ہلاک کر دیا۔ حیدر علی فوراً ہی انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جناب حیدر علی کی نمازِ جنازہ امیر شہر حیدرآباد جناب مولانا عبدالمتین صاحب نے پڑھائی۔ ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحق صاحب اور لطیف آباد کے نائب امیر جناب رضا محمد، ناظم اعلیٰ جناب مشتاق احمد اور دیگر کارکنان جمعیۃ کے علاوہ سینکڑوں افراد نے جنازے میں شرکت کی۔ امیر شہر حضرت مولانا عبدالمتین صاحب نے سوگواران کے گھر جا کر ان کو صبر جمیل کی تلقین کی اور جماعت کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور سلور کاٹن مِل کی انتظامیہ سے اپیل کی ہے کہ جناب حیدر علی کے تمام حسابات جلد از جلد ادا کر دیئے جائیں۔ سوگواران میں مرحوم کی بیوہ، دو چھوٹے بچے، دو چھوٹی بہنیں اور بوڑھے والدین ہیں۔ تمام اکابرین جمعیۃ سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

میانی ضلع سرگودھا:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماءِ اسلام میانی کے کارکنوں کا اجتماع زیرِ صدارت قاضی ضیاء اللہ میانوی امیر جمعیۃ علماءِ اسلام میانی ضلع سرگودھا منعقد ہوا۔ تلاوتِ کلام پاک سے آغاز کیا گیا۔ امیر جمعیۃ قاضی صاحب میانوی نے حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالی اور کارکنوں پر زور دیا کہ قریہ قریہ پھیل کر عوام تک جمعیۃ کا پیغام پہنچائیں، نیز باہمی اتحاد پر زور دیا۔

اس کے بعد قاری محمد حسین جنرل سیکرٹری جمعیۃ میانی نے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیۃ اور قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مفتی صاحب کی خدمات کو سراہا۔ اور اکابرین جمعیۃ کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

۱۔ عوام سے اپیل کی گئی کہ جو لوگ اتحاد میں رخنہ اندازی کرنا چاہتے ہیں ان کے عزائم ناکام بنا دیے جائیں۔

۲۔ حضرت مفتی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی۔

تعلقہ ٹنڈو الہیار میں امن کمیٹی کا قیام:

ٹنڈو الہیار جمعیۃ علماءِ اسلام کے نائب ناظم محمد اشفاق اعوان نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب سے اپیل کی ہے کہ یہ جو نام نہاد تعلقہ امن کمیٹی بنائی گئی ہے اور جس میں سارے پی پی پی کے بدنام ممبر رکھے گئے ہیں، اس کمیٹی کو فوراً توڑا جائے کیونکہ اس کمیٹی کے بننے کے بعد تعلقہ ٹنڈو الہیار کے غریب عوام میں بہت سخت مایوسی پھیل گئی ہے کیونکہ پچھلی گورنمنٹ میں ان ہی لوگوں نے غریب عوام کو اذیتیں پہنچائی تھیں۔

خط وکتابت کرتے وقت **ایجنسی نمبر** اور **خریداری نمبر** کا حوالہ ضرور دیں۔

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ: طاہر چودھری

سید شمس الدین شہیدؒ کی زندگی ہمارے لیے درسِ عمل ہے

قاید طلبہ میاں محمد عارف

تعلیمی اداروں میں غنڈہ گردی کا سدِ باب کیا جائے!

جاوید ابراہیم پراچہ

قاید طلبہ میاں محمد عارف نے گذشتہ دنوں سید شمس الدین شہید کی چوتھی برسی کے موقع پر طلباء کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"سید شمس الدین شہیدؒ ساری عمر حق کے لیے سینہ سپر رہے۔ سیم وزر کی چمک اور زنجیر وسلاسل کا خوف ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ پیدا کر سکا۔ انہوں نے جان کی قربانی پیش کر دی، مگر ظالم حکمرانوں کے سامنے نہ جھک سکے۔ ان کی پوری زندگی نظام شریعت کے نفاذ وترویج کی کوششوں میں بسر ہوئی۔ ان کا خون جمعیۃ علماء اسلام کے لیے درس عمل ہے"!

آخر میں انہوں نے موجودہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ سید شمس الدین شہیدؒ کے خون ناحق کی تفتیش کرائی جائے اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔

بنوں (سرحد)

جاوید ابراہیم پراچہ نے گورنمنٹ کالج بنوں کے ہاسٹل نمبر (۱) میں طلباء کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کا مقصد ایسے نوجوان پیدا کرنا ہے جو صحیح اسلامی تربیت حاصل کر کے مستقبل میں معاشرہ میں بہتر کردار ادا کر سکیں۔

جاوید پراچہ نے کہا کہ:

جمعیۃ طلباء اسلام کے قول وفعل میں تضاد نہیں پایا جاتا۔ اس کی مثال جمعیۃ طلباء اسلام کا ماضی پیش کرتا ہے۔

انہوں نے تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی پر اظہار افسوس کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایف سی کالج لاہور میں امین اللہ کے قتل اور گذشتہ دنوں جامعہ کراچی میں ہونے والی لاقانونیت اور غنڈہ گردی کی مذمت کی۔ انہوں نے حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی اداروں میں امن وامان بحال رکھنے کے خاطر خواہ انتظام کیے جائیں۔

سکھر

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سکھر کے زیر اہتمام ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت جناب بشیر احمد قریشی، ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ ہوا۔ اجلاس میں ضلع بھر سے طلباء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں بہت سے طالب علم رہنماؤں نے خطاب کیا۔ آخر میں بالاتفاق رائے ضلع سکھر کے درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر	:	جناب اسد اللہ خالد	صاحب
نائب صدر	:	" دین محمد قریشی	"
ناظم عمومی	:	" سید اصغر علی شاہ	"
ناظم	:	" محمد اسلم	"
ناظم نشریات	:	" ظفر قابل	"
خازن	:	" عبد الجبار	"

ٹھل نو (جیکب آباد)

گذشتہ ہفتے جمعیۃ طلباء اسلام ٹھل نو کا اجلاس زیر صدارت جناب عبدالحمید تاری ناظم عمومی ضلع جیکب آباد منعقد ہوا جس میں سکولوں، کالجوں کے طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس سے مختلف طالب علم رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شمس الدین شہید اور منیر شہید نے جام شہادت نوش کر کے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم ناموس رسالت اسلامی نظام تعلیم کے احیا اور ملکی سالمیت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔

گکھڑ منڈی

جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ کے زیر اہتمام سیرت النبی کے موضوع پر متعدد جلسے منعقد ہوئے جن سے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، مولانا زاہد الراشدی مولانا سعید الرحمن علوی، مولانا فیروز خان، مولانا گل محمد توحیدی، طالب علم رہنما جناب محمد فاروق شیخ صاحب ظفر لیسین بٹ نے خطاب کیا۔

کہروڑ پکا میں دفتر کا افتتاح

گذشتہ جمعۃ المبارک مورخہ ۱۷ مارچ کو کہروڑ پکا میں دفتر جمعیۃ طلباء اسلام کا افتتاح مولانا محمد شریف

احباب توجہ فرمائیں

اگر کسی صاحب کے پاس حضرت شیخ الہندؒ کی تقاریر یا تقریر کا کوئی حصہ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ موجود ہو تو وہ براہ کرم اس کی نقل یا اصل درج ذیل پتہ پر عاریۃً روانہ فرمائیں۔ ایک زیر طبع کتاب کے لیے ان کی ضرورت ہے

پتہ: منظور احمد جاوید دفتر جمعیۃ طلباءِ اسلام ۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

نعمانی نے کیا۔ مولانا موصوف نے اس موقع پر طلبہ سے خطاب فرمایا اور جمعیۃ طلباء اسلام کی کامیابی و کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔ دفتر کا پتہ یہ ہے:

دفتر جمعیۃ طلباء اسلام مین بازار کہروڑ پکا۔

کبیروالا

جمعیۃ طلباء اسلام کبیروالا کا ایک اجلاس سرپرست جمعیۃ طلباء اسلام مولانا ظفر احمد قاسم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے بشیر احمد کشمیری و دیگر طلباء نے خطاب کیا۔ آخر میں درج ذیل طالب علموں نے جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا

محمد اسلم، محمد احمد خان، مقبول احمد، کاظم علی شاہ، غلام شبیر، مرید حسین، آفتاب احمد اشفاق احمد، مقصود احمد۔

مرکزی شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۶، ۷ اپریل کو مرکزی دفتر ۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں طلب کیا گیا ہے۔ تمام متعلقہ حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے۔ پس اگر کسی صاحب کو دعوت نامہ موصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان ہی کو دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بر وقت تشریف لا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں

محمد فاروق قریشی

مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

ملتان

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان کا ایک اجلاس ضلعی صدر اعجاز مرالی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع ملتان کی تمام شاخوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ جماعت کی ماہانہ کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ بیت المال کو مضبوط کرنے کے لیے ایک سہ رکنی کمیٹی عبدالرحمٰن ملوکڑ محمد طفیل ارشد اور عبیداللہ احرار پر مشتمل بنائی گئی۔

مانانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام مانانوالہ کا ایک اجلاس زیر صدارت فیض احمد باری صدر جمعیۃ طلباء اسلام مانانوالہ منعقد ہوا۔

اجلاس میں طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس سے فیض احمد باری نے خطاب فرماتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کی تنظیم اور اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

چنیوٹ

گذشتہ ہفتہ جمعیۃ طلباء اسلام چنیوٹ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب غلام مصطفےٰ صدر جمعیۃ طلباء اسلام منعقد ہوا۔

اجلاس میں طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس سے غلام مصطفےٰ اور محمد فاروق نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ تعلیمی اداروں کو پُرامن اور مثالی درسگاہیں بنانے میں ہمیں مثالی کردار ادا کرنا چاہیے۔ آخر میں حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا کہ جو لوگ تعلیمی اداروں کے ماحول کو خراب کرتے ہیں ان کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔

مرکزی دفتر میں

درس قرآن

قبل ازیں بھی انہی صفحات کے ذریعہ مرکزی دفتر میں درس قرآن کا اجراء کی خبر دی گئی تھی اور قائد طلبہ نے لاہور کے تمام جماعتی احباب کو ہدایت کی تھی کہ وہ باقاعدگی سے ہر جمعہ کو بعد از نماز مغرب درس میں شریک ہوا کریں۔

مگر ہمیں انتہائی افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ ساتھیوں نے اس سلسلے میں ایک قسم کا عدم تعاون کا ثبوت دیا ہے

احباب سے دوبارہ گذارش ہے کہ وہ درس قرآن میں باقاعدگی سے شامل ہو کر فلاح دارین حاصل کریں۔

توجہ فرمائیں

”عزم نو“ کا سید شمس الدین شہید نمبر سب خریداروں کو بھیج دیا گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملا ہو تو وہ اسی ہفتہ مرکزی دفتر میں اطلاع دیں جن احباب کے ذمہ عزم نو کے بقایا جات ہیں وہ فوراً اپنی رقوم ارسال کریں۔ آئندہ رقم وصول نہ ہونے کی صورت میں ”عزم نو“ نہیں بھیجا جائے گا۔

جاوید اقبال

ایڈیٹر کے نام......

ہندوستان میں فتنۂ قادیانیت

مرکزِ علم دار العلوم دیوبند سے مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر صاحب کا ایک اہم مراسلہ

مکرمی! ہندوستان میں فتنۂ قادیانیت گذشتہ کئی برس سے سرگرم عمل ہے اس فتنہ کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں اوپر کے حلقوں میں ایسے عناصر موجود ہیں جو مسلمانوں کی ملی تنظیم اور قومی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے ایک ایسی تنظیم کی سرپرستی پر آمادہ ہیں جو صورتاً مسلمان اور سیرتاً غیر مسلم ہو۔

قادیانی ہمیشہ سے اغیار کے آلہ کار بن کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں اور انکی زندگی کا سارا سرو سامان ایسے ہی ناپاک مقاصد کے لئے دشمنانِ اسلام کے خزانوں سے فراہم ہوا ہے۔ ایمرجنسی سے پہلے احقر نے یہاں تردید قادیانیت کی کچھ جدوجہد کی تھی، مگر ایمرجنسی نے ہماری زبانیں بند کر دیں اور قادیانیوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع دیا۔ قادیانیوں نے جابجا اپنے دفاتر قائم کر لئے ہیں۔ تحریری اور تقریری طور پر تبلیغ کا سلسلہ قائم ہے اور بڑی بدقسمتی ہے کہ قادیانیت یہاں سادہ لوح عوام کو متاثر کر رہی ہے۔

احقر نے اب شدید ضرورت محسوس کی کہ تردید قادیانیت کے محاذ پر جم کر کام کیا جائے۔ چنانچہ بیس کتابوں کا ایک سیٹ تیار کیا ہے جس میں کچھ جدید کتابیں بھی ہیں اور قدیم بھی۔ یہ سیٹ عوام و خواص کے حلقوں میں تردید قادیانیت کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی احقر نے یہ ضروری سمجھا کہ اسی سلسلے میں ایک پریس قائم کیا جائے جس سے طباعت و اشاعت کے کام میں بیحد سہولت و کفایت متوقع ہے۔ اس سارے نقشۂ عمل کو پورا کرنے کے لئے مجھے احباب پاکستان کی اتنی مدد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے ان رشتہ داروں اور دوستوں کو جو دبئی۔ ابوظہبی۔ کویت۔ عمان، سعودی عرب۔ امریکہ۔ لندن میں مقیم ہیں خطوط کے ذریعہ اس اہم خدمت میں مالی تعاون کرنے کی سفارش کریں اور ان سب حضرات کو میرا مکمل پتہ تحریر فرما دیں۔ ساتھ ہی اتنی تکلیف اور کریں کہ جن حضرات کو خطوط لکھے جائیں ان کے پتے مجھے بھی تحریر فرمائیے۔

یہ کام بالواسطہ در واسطہ ہوگا اور قدرتی طور پر اس میں تاخیر ہوگی مگر میرا ذہن یہ ہے کہ مجھے تاخیر سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ تردید قادیانیت کا کام اگرچہ تاخیر سے ہو مگر نہ ہونے کے مقابلہ میں یہ بہرحال غنیمت ہوگا۔ میں نے اپنی پوری عمر میں صرف دو فتنوں کو اسلام کے لئے ضرر رساں سمجھا ہے ایک قادیانیت اور ایک صیہونیت، اور یہ دونوں اسلام کے لئے شدید طور پر مضر ہیں کہ دونوں کا مزاج سازشی ہے، دونوں فریب کار ہیں اور دونوں اسلام کی بنیادوں پر تیشہ زنی کرتے ہیں۔

پاکستانی مسلمانوں کو محسوس کرنا چاہیئے کہ دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی حفاظتِ ایمان کے لئے کچھ جدوجہد کرنا ان کا بھی فریضہ ہے۔

سید محمد ازہر شاہ قیصر
شاہ منزل محلہ خانقاہ
دیوبند
(یو۔ پی)
انڈیا

تنخواہ بڑھائی جائے:

مکرمی!

آپ کے رسالہ کے ذریعہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام تک یہ بات پہنچانا چاہتے ہیں کہ ہم اساتذہ تنظیم المکاتب بھاولپور ڈویژن سکیم کو رائج ہوئے عرصہ ۴ سال گذر گئے ہیں۔ سکول کی انتظامیہ ہم سے ڈیوٹی چھ گھنٹے لیتی ہے اور تنخواہ صرف پچھتر روپے ماہوار دیتے ہیں۔ مہنگائی کے دور میں تدریسی خدمت کا یہ صلہ ہے۔ جبکہ آجکل ایک چوکیدار کی تنخواہ ڈھائی سو روپے ہے۔ میں میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس ہوں اور مجھے صرف پچھتر روپے ماہوار تنخواہ دیتے ہیں۔ اساتذہ تنظیم المکاتب مارشل لاء حکام اور تعلیم کے مشیر مسٹر محمد علی ہوتی سے اپیل کی ہے کہ ہماری تنخواہ بڑھائی جاوے۔

(اساتذہ تنظیم المکاتب)
ماسٹر خلیل احمد
گورنمنٹ ورود سکول عظیم پورہ شرقی
ریلوے سٹیشن امین آباد، ضلع بھاولنگر

پاکستان کی قومی زبان:

مکرمی!

میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جنرل صاحب پاکستان کی قومی زبان کون سی ہے؟ انگریزی ہے، اردو ہے عربی ہے یا فارسی؟ اگر اردو ہے تو تیس سال کا عرصہ پاکستان کے قیام کو ہو رہا ہے آج تک دفتری زبان واضح طور پر سامنے نہیں آئی ہے۔ کسی جگہ پر اردو میں دفتری کارروائی ہو رہی ہے تو کسی جگہ پر انگریزی میں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ افسوس تو اس بات کا ہے کہ پاکستان کا قومی ترانہ جو ریڈیو پاکستان سے دن میں

کئی مرتبہ سننے میں آتا ہے وہ فارسی زبان میں ہے۔

میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ پاکستان کی قومی زبان کو جلد از جلد سرکاری اور نجی دفاتر میں لاگو کیا جائے تاکہ قوم کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔

میاں محمد ریاض شاہد
محلہ عیدگاہ، مکان $\frac{۱۱۸۳}{ب}$، کمالیہ، فیصل آباد

ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے:

مکرمی!

میں آپ کے جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے اپیل کرتا ہوں کہ ربوہ شہر کا نام تبدیل کیا جائے کیونکہ ربوہ کے لفظی معنی اونچی پہاڑی کے ہیں جس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظالم حکمران سے نجات دے کر اللہ تعالےٰ نے پناہ دی تھی۔ اس پناہ دینے والی جگہ کو قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے ربوۃ یعنی اونچی پہاڑی کے لفظ سے مخاطب فرمایا ہے چنانچہ آیت قرآنی ملاحظہ ہو:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ۔ (ترجمہ) اور ہم نے مریم کے بیٹے کو اور ماں کو نشانی اور جگہ دی۔ ہم نے اونچی جگہ رہنے کے لئے دی اور پانی جاری کیا۔

(پارہ ۱۸، رکوع ۳، آیت ۵۰)

چنانچہ لفظ ربوہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے چنیوٹ کے قریب ایک جگہ ۱۹۴۸ء میں خرید کر اس کا نام ربوہ رکھا۔ ربوہ کا نام رکھنے سے انکا مقصد یہ تھا کہ جب کوئی شخص قرآن حکیم کا مطالعہ کرے گا تو اس کے ذہن میں فوراً ربوہ نامی چنیوٹ کے قریب کا علاقہ آئیگا۔ چنانچہ قادیانیوں کے لئے یہ آسانی ہو جائے گی کہ وہ اس وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود منوا سکیں۔

یاد رہے کہ ۴۸ء سے پہلے ربوہ نام کا علاقہ پوری دنیا میں نہیں تھا۔ یہ صرف قرآن حکیم کی معنوی تحریف کے مقصد کے لئے نام رکھا گیا ہے لہٰذا ربوہ کا نام تبدیل کرکے کوئی اور نام رکھا جائے ہم کو کسی قسم کا اعتراض نہ ہوگا۔

جس طرح لائل پور کا نام فیصل آباد، منٹگمری کا نام ساہیوال رکھا گیا ہے اسی طرح ربوہ کا نام بدل کر ملت اسلامیہ پر ایک اہم احسان کیا جائے اور قرآن حکیم کی معنوی تحریف سے ملت اسلامیہ کو محفوظ کیا جائے۔

محمد قاسم
محلہ شیخ لاہوری، جھنگ صدر

کندہ کوٹ کے مسائل حل کئے جائیں:

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

ہم اہل کندہ کوٹ آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور مقامی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا جائے۔

۱۔ دھان کے نرخ میں اضافہ کیا جائے۔ مہنگائی بہت ہے، بدامنی عروج پر ہے۔ سوئی گیس لائن کندہ کوٹ تحصیل سے گذر رہی ہے جس کی سہولت سے یہ شہر محروم ہے۔ کندہ کوٹ کو سوئی گیس کنکشن دیا جائے۔ عوام انتظامیہ سے بہت ہی نالاں ہے کیونکہ رشوت کا کاروبار عام ہے۔ انتظامیہ غریب عوام کو خواہ مخواہ پریشان کر رہی ہے۔ سندھ ایکسپریس کو کشمور تک چلایا جائے۔ سندھ کے اندر لواری کے حج پر باقاعدہ پابندی عائد کی جائے۔ یہ ایک غیر شرعی اور کافرانہ فعل ہے جبکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اس ملک کے اندر اسلامی نظام اور شرعی قوانین بحال کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ لواری حج پر انگریز کے دور میں پابندی تھی مگر بعد میں یہ پابندی ختم کر دی گئی۔ لواری حج کے سلسلہ میں مولانا عبدالوہاب چاچڑ سکھر نے کچھ بیانات دیئے تھے۔ اسی بناء پر مولانا موصوف پر تین مقدمات سانگھڑ میں قائم کئے گئے۔ مولانا موصوف کو خواہ مخواہ پریشان کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم اپنے معروضات کے لئے آپ صاحبان سے متمنی ہیں کہ آپ صاحبان ہمارے یہ معروضات اور شکایات چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تک پہنچانے میں ہماری مدد فرمائیں گے۔

صدر پاکستان قومی اتحاد
تحصیل کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد، سندھ

جانباز مرزا کا وضاحتی خط:

عزیز مکرم مولوی اشرف صاحب کشمیری!

سلام مسنون

رات بارہ بجے لاہور پہنچا تو آپ کا ۱۴ اپریل کا تحریر کردہ گرامی نامہ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ کاروانِ احرار جلد دوم کی صفحہ ۲۳۸ کی عبارت پر آپ نے ہفت روزہ ترجمان اسلام میں کوئی تبصرہ کیا ہے۔

عزیزم! میں ترجمان اسلام کو دیکھتا ہوں لیکن معروفیت کے باعث تفصیلاً پڑھ نہیں سکتا۔ اگر آپ نے کوئی مضمون لکھا ہے تو خیر...

جہاں تک قابل اعتراض عبارت کا تعلق ہے وہ اصفہانی صاحب کی کتاب سے ماخوذ ہے اور اصفہانی ہی کی وہ رائے ہے جس پر آپ کو اعتراض ہے غلطی اس میں یہ ہے کہ کاتب اس پر قومے ڈالنا بھول گیا ہے آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ اطمینان رکھیں۔

میں نے اپنی زندگی میں کبھی پریس بیان نہیں دیا اور نہ میں اس کا عادی ہوں۔ اگر میں آپ کا مضمون پڑھتا بھی تو شاید جواب نہ دیتا کیونکہ اس کی عادت نہیں۔ مخالف اور موافق کو میری ذات سے متعلق رائے قائم کرنے کا اختیار ہے۔ پھر میں ہوں بھی کیا۔ ایک ادنیٰ رضاکار ہوں اور بس۔

آپ نے اپنے خط میں مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے بزرگوں کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ میں اپنے لئے اس الزام کو گالی سمجھتا ہوں اور اس کا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑتا ہوں۔

والسلام

آپکا جانباز مرزا، ۲۰-۳-۸۰